رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۵

روزنامہ الفضل

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

The DAILY ALFAZL QADIAN

قیمت ششماہی اندرون ہند ۸ عہ

قیمت ششماہی بیرون ہند لعہ

نمبر ۹۴	مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۵ء	یوم شنبہ	مورخہ ۲۰ رجب ۱۳۵۴ھ	جلد ۲۳

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۷۔ اکتوبر۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت بوجہ نزلہ اور کھانسی ناساز ہے۔ احباب کامل صحت کیلئے دعا کریں۔

۱۶ اکتوبر بعد نماز مغرب خلیفہ صلاح الدین صاحب خلف ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم کی دعوت ولیمہ ہوئی۔ جس میں تین سو کے قریب اصحاب مدعو تھے۔ حضرت امیر المومنین نے بھی شمولیت فرمائی

۱۷۔ اکتوبر شام کو شیخ محمد اکرام صاحب نے اپنے بھتیجے شیخ عظمت اللہ کی دعوت ولیمہ دی جس میں بہت سے اصحاب شریک ہوئے۔

افسوس کہ ملک عبد الکریم ولد ملک غلام حسین صاحب رہتاسی مہاجر قادیان کل ۸ بجے راولپنڈی میں وفات پا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی نعش بذریعہ لاری قادیان لائی گئی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحوم کو مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔ ملک غلام حسین صاحب اور ان کے رشتہ داروں سے ہمیں ہمدردی ہے جنہیں تھوڑے سے عرصہ میں دو موتوں

سلسلۂ عالیۂ احمدیہ

آج خامے کے قدم ہیں جادۂ رنگین پر
چھوٹتے ہیں ہر قدم سے اسکے لاثانی گہر

سرزمین قادیاں خونِ مسلماں کی امیں
کعبۂ مردانِ حق ۔ گہوارہ دینِ مبیں

خاک میں تیری نہاں ہیں ایسے سجدوں کے نشاں
جن کی تابانی سے چھپ جائے فروغ کہکشاں،

جہل کی ظلمت میں ہے تو مشعلِ کافورِ علم
کر رہی ہے جس سے ہر شے اکتسابِ نورِ علم

ارتقا کی رفعتوں میں مائلِ پرواز ہے
تیری ہر جنبش نوائے معرفت کا ساز ہے

خوابِ غفلت سے اٹھایا پیکرِ اسلام کو
اور کیا تازہ رسول اللہ کے پیغام کو

علمِ انساں میں نہیں آتے تھے قرآنی نکات
عقل بھی محتاجِ تشریحِ رموزِ کائنات

تیری ذاتِ پاک سے اے چشمۂ فہم و ذکا
بحرِ بے پایانِ قرآں میں تلاطم آگیا

ایک دیواں کر دیا ہر لفظ کی تفسیر کو
پُر کیا رنگینیٔ معنی سے اس تصویر کو

ہر رگ و پے میں تری خونِ عشق کا ہو موجزن
سینۂ پُرسوز میں ہو آرزوؤں کی لگن

چھیڑ دے مضرابِ حق سے ملتِ بیضا کے تار
ہر رگِ ہر دیں میں بس جائے تری لے کا خمار

آرزوہائے جہاں رانی مبارک ہوں تجھے
کشمکشہائے جہاں بانی مبارک ہوں تجھے

(شیخ محمد اقبال)

لاہور میں "الفضل" کا سب آفس کھل گیا

قارئین لاہور کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ لاہور میں دہلی دروازہ کے نزدیک "سب آفس الفضل قادیان" قائم کیا گیا ہے۔ اس لئے آئندہ پرچہ کی تقسیم سب آفس الفضل کی معرفت ہوا کرے گی پرچہ کے متعلق اگر کسی صاحب کو کوئی شکایت پیدا ہو۔ تو وہ سب آفس الفضل میں اطلاع دیں۔ تاکہ مناسب انتظام کیا جاسکے۔ اگر کسی صاحب کو پرچہ نہ ملے۔ تو وہ اپنے مکمل ایڈریس سے سب آفس الفضل لاہور کو اطلاع دے دیں۔ دفتر "الفضل" کے مستقل خریدار اور وہ خریدار جو پرچہ ایجنسی کی معرفت حاصل کرتے تھے۔ ۱۵ ماہ حال سے براہ راست الفضل کے مستقل خریدار تصور ہوں گے آئندہ رقم چندہ مطبوعہ رسید حاصل کرکے ادا کی جائے۔ کوئی رقم جو بلا رسید دی جائیگی [illegible]س کا ذمہ وار نہ ہوگا۔ پرچہ کے جاری یا بند کرنے کی بھی اطلاع سب آفس لاہور کو دینی چاہیئے۔

پرچہ کی تقسیم کے متعلق اگر کوئی شکایت ہو تو اس کی اطلاع سب آفس لاہور کو کرنی چاہیئے۔ اگر سب آفس لاہور شکایت کا تدارک نہ کرسکے۔ تو پھر دفتر الفضل قادیان کو اطلاع دی جائے۔ ہم دوستوں کی توجہ خاص طور پر اس امر کی طرف مبذول کراتے ہیں۔ کہ وہ لاہور میں الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے ہر ممکن طریق سے انچارج سب آفس کی مدد فرمائیں اور ہر شخص جو الفضل کے معاونین میں شامل ہے کم از کم ایک نیا معاون پیدا کرکے شکریہ کا موقعہ عطا فرمائے ؎ مینجر الفضل

اعلان

ایک شخص سید محمد سعید نامی المعروف سید شاہ اپنے آپ کو شیر گڑھ کا رئیس ظاہر کرکے تحریک جدید کے نام سے روپے وصول کر رہا ہے بہت چرب زبان ہے۔ احباب کو احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ ناظر امور عامہ

سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جلسے

حسب معمول سیرت النبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلسوں کے لئے اس دفعہ نظارت دعوت وتبلیغ نے ۲۴؍نومبر بروز آتوار مقرر کیا ہے۔ اور حسب ذیل مضامین رکھے ہیں۔ جن پر لیکچر دیئے جائیں گے۔

۱۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا صبر دشمنوں کی اذیتوں کے مقابلہ میں

۲۔ یتامیٰ کے ساتھ حسن سلوک اور اس کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تاکید

ابھی سے احباب کو ان مضامین کے متعلق تیاری شروع کر دینی چاہیئے ؎

الفضل کا خاتم النبیین نمبر

ارادہ ہے کہ امسال بھی الفضل کا خاتم النبیین نمبر شائع کیا جائے۔ اس کے لئے اہل قلم اصحاب سے گزارش ہے۔ کہ مندرجہ بالا عنوانات پر مضامین لکھ کر جلد ارسال فرمائیں۔ اگر احباب نے توجہ فرمائی۔ تو انشاء اللہ الفضل ایک خاص نمبر شائع کر سکیگا

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۱۷؍اکتوبر ۱۹۳۵ء کو بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ پر بیعت کرکے داخلِ احمدیت ہوئے ؎

نمبر	نام	ضلع	نمبر	نام	ضلع
۱	عائشہ بی بی صاحبہ	ضلع منٹگمری	۶	لال الدین صاحب	ضلع سیالکوٹ
۲	چودہری حیات محمد صاحب	،، سیالکوٹ	۷	گوپال دین صاحب	،،
۳	اہلیہ ،، ،،	،،	۸	سردار صاحب	،،
۴	جلال الدین صاحب	،،	۹	اللہ رکھی صاحبہ	،،
۵	محمد شریف صاحب	،،	۱۰	بخت بھری صاحبہ	ضلع ڈیرہ غازیخاں

تیس ہزار قرضہ کی تحریک

تحریک قرضہ تیس ہزار کے سلسلہ میں ابھی تک دوستوں نے اس توجہ کے ساتھ روپیہ بھیجنا شروع نہیں کیا۔ جو اس بارہ میں چاہیئے تھی۔ اس لئے میں احباب کو یاد دہانی کراتا ہوں نیز اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل امور احباب کی توجہ کے قابل ہیں۔

۱۔ وہ دوست جن کی خدمت میں اس تحریک کے خطوط بھیجے گئے ہیں۔ وہ براہ مہربانی اول تو روپیہ بھجوائیں۔ اور اگر روپیہ فوراً نہ بھجوا سکتے ہوں۔ تو اپنے وعدہ سے اطلاع دیں۔ اور جو دوست کسی وجہ سے اس تحریک میں حصہ لینے کے قابل نہ ہوں۔ وہ بھی ضرور اسکی اطلاع بھجوا دیں

۲۔ وہ دوست جنہوں نے تحریک ساٹھ ہزار میں حصہ لیا ہے۔ اور ابھی تک ان کو اپنا روپیہ واپس ادا نہیں ہوا۔ وہ اگر پسند فرمائیں۔ تو ان کا روپیہ تحریک تیس ہزار میں منتقل کیا جاسکتا ہے۔ اور اس طرح بھی وہ اس نئی تحریک میں شامل ہوسکتے ہیں ؎

فرزند علی عفی عنہٗ ناظر امور عامہ قادیان

حج کے متعلق اعلان

حج کے مبارک ایام قریب آرہے ہیں جو دوست امسال حج میں شامل ہونے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ وہ از راہ مہربانی نظارت ہذا کو مطلع فرمائیں۔ تا ان کے نام اخبار میں شائع کرائے جاسکیں۔ اور اس طرح حج پر جانے والے احباب کو دوسرے ایسے دوستوں کا پتہ معلوم ہوسکے۔ ناظر امور عامہ

درخواست ہائے دعا

(۱) حافظ سید محمد انور صاحب پسر سید محمد اصغر صاحب مونگھیری بعارضہ تپ محرقہ بیمار ہیں۔ دوست دعائے صحت کریں۔ خاکسار قاضی بشیر احمد قادیان (۲) میرے بھائی چودہری عبد القدیر صاحب [illegible] بھی بیمار ہیں۔ اور لاہور میں زیر علاج ہیں احباب ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ خاکسار عبد الرحیم خان کارکن بیت المال قادیان (۳) میرے والد ماجد جناب اخوند محمد افضل خانصاحب امیر جماعت احمدیہ ڈیرہ غازیخاں عرصہ دراز سے دمہ کی مرض سے علیل چلے آتے تھے۔ احباب دعا فرمائیں کہ خدائے قدوس اپنے فضل وعنایت سے آپ کو صحت عطا کرے خاکسار اخوند نگین قاسمی بہاولپور (۴) میرے بڑے بھائی چودہری محمد منصف خان صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر سانپلہ ضلع رہتک کے لئے دعا فرمائی جائے۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کا حامی وناصر ہو۔ اور ہر قسم کی پریشانی سے انہیں محفوظ رکھے۔ خاکسار عبد القیوم خان شروعہ (۵) خاکسار کے تمام کنبہ والے بعارضہ بخار مرتی جھرہ بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار محمد حسن برنالہ (۶) میرا چھوٹا بھائی عبد الکریم خان کلرک محکمہ ڈاکخانہ لاہور قریباً ایک ماہ سے بعارضہ بخار بیمار ہے۔ علاوہ ازیں میری اہلیہ بھی پندرہ روز سے بیمار ہے۔ ہر دو کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائی جائے۔ خاکسار عبد اللطیف خان شروعہ ضلع ہوشیارپور (۷) خاکسار کو دماغی اور عام کمزوری لاحق ہے۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ میری صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار محمد عبد الرحمٰن ننگردی از سنبل پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ رجب ۱۳۵۴ھ

خطبہ جمعہ

معاندین سے جنگ اُسوقت تک جاری رہیگی جب تک سچ اور جھوٹ میں سے ایک قربان گاہ پر نہیں چڑھ جاتا

دین کیلئے مالی اور جانی قربانیاں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور انعام ہیں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء

سورہ فاتحہ اور آیات کریمہ الم نشرح لک صدرک ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک ورفعنا لک ذکرک فان مع العسر یسراً ان مع العسر یسرا۔ فاذا فرغت فانصب والیٰ ربک فارغب کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

سب سے بڑی نعمت

ایک سمجھدار اور عقلمند انسان کے لئے یہ ہے۔ کہ اسے اللہ تعالےٰ کی آواز سننے اور اُسے قبول کرنے کا موقعہ مل جائے۔ دُنیا میں معمولی معمولی افسروں کی صحبت جب لوگوں کو میسر آتی ہے۔ تو وُہ اس پر اترا جاتے۔ اور

فخر اور تکبر کے خیالات

اُن کے دلوں میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح تھوڑی بہت حکومت جب کسی انسان کو حاصل ہوتی ہے۔ تو وُہ خیال کر بیٹھتا ہے کہ نہ معلوم میں اب کیا سے کیا ہو گیا ہوں ایک مشہور

تاریخی واقعہ

ہے۔ کہتے ہیں۔ شاہانِ روس میں سے ایک زار بادشاہ اس بات کا عادی تھا کہ اپنا بھیس بدل کر رات کو۔ یا دن کے مختلف وقتوں میں پھرا کرتا۔ اور اس طرح گشت لگا کر معلوم کیا کرتا۔ کہ اس کی رعایا کا کیا حال ہے۔ ایک دفعہ جب وُہ اسی طرح پھر رہا تھا۔ تو وُہ ایک گاؤں کی طرف نکل گیا جہاں پہونچکر وُہ اپنا رستہ بھول گیا۔ اور اسے کچھ پتہ نہ لگتا۔ کہ وُہ کدھر جائے۔ راستہ کی تلاش میں اُس نے گلی میں ادھر اُدھر دیکھنا شروع کیا۔ کہ شاید کوئی سمجھدار آدمی مل جائے۔ اور وہ اس سے راستہ دریافت کر سکے۔ اتنے میں وُہ کیا دیکھتا ہے۔ کہ ایک گھر کے دروازہ کے آگے ایک آدمی نہایت ہی متکبرانہ انداز میں کھڑا ہے۔ اس نے لاتیں چوڑی کی ہوئی ہیں۔ اور چھاتی باہر نکالی ہوئی ہے۔ اور اس طرح اِدھر اُدھر دیکھ رہا ہے۔ کہ گویا اس کی حیثیت کا دُنیا میں کوئی انسان نہیں۔ بادشاہ آگے بڑھا۔ اور چونکہ اس شخص کا طرز فوجی تھا۔ اس لئے بادشاہ فوراً سمجھ گیا۔ کہ یہ کوئی سپاہی یا اسی حیثیت کا آدمی ہے۔ قریب پہونچکر بادشاہ نے دریافت کیا۔ میاں سپاہی کیا تم بتا سکتے ہو۔ کہ فلاں جگہ پہونچنے کے لئے کونسا رستہ ہے۔ وُہ اس وقت پائپ پی رہا تھا۔ جب اس نے بادشاہ کی بات سُنی۔ تو متکبرانہ انداز میں اس نے ایک طرف اپنا مونہہ پھیر لیا۔

پائپ کا دُھواں

نکالنا شروع کر دیا۔ اور نہایت حقارت سے جواب دیا۔ میں سپاہی نہیں ہوں۔ بادشاہ نے کہا۔ اچھا معاف کیجئے گا۔ مجھ سے غلطی ہوئی۔ اس کے بعد اس نے پھر کسی

بڑے عہدے کا نام

لیا۔ اور کہا۔ کیا آپ وُہ ہیں؟ اُس نے اسی طرح مونہہ دوسری طرف موڑے رکھا۔ اور کہا۔ میں وُہ نہیں ہوں۔ اس سے بڑا افسر ہوں۔ پھر اس نے اور زیادہ اوپر کے عہدے کا نام لیا۔ اور پوچھا کیا آپ وُہ ہیں۔ اس نے پھر کہا میں وہ نہیں ہوں۔ اس سے بڑے عہدے کا نام لو۔ مگر اس تمام عرصہ میں اس نے مونہہ دوسری طرف کئے رکھا۔ آخر بادشاہ نے جب سارجنٹ یا وارنٹ آفیسر جو اس کا عہدہ تھا۔ اس کا نام لیا۔ تو اس نے کہا۔ ہاں۔ بادشاہ نے چونکہ دریافت کرتے ہوئے فوجی عہدوں کا صحیح نام لیا تھا اس لئے اس سارجنٹ کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ یہ بھی کوئی فوجی آدمی معلوم ہوتا ہے۔ آؤ اس سے بھی دریافت کریں۔ کہ یہ کون ہے۔ اس پر اس نے پوچھا۔ کیا تم بھی

فوج سے تعلق

رکھتے ہو۔ بادشاہ نے جواب دیا۔ ہاں۔ اس نے پوچھا۔ کیا تم سپاہی ہو۔ بادشاہ نے کہا ذرا اوپر چلئے۔ پھر اس نے کسی اور عہدے کا نام لیا۔ اور پوچھا۔ کیا آپ وُہ ہیں۔ بادشاہ نے کہا ذرا اوپر چلیئے۔ اس کے بعد اس نے اور عہدے کا نام لیا۔ اور دریافت کیا۔ کہ کیا آپ وُہ ہیں۔ بادشاہ نے کہا۔ اور اوپر چلیئے۔ آخر جب سپاہی اس عہدہ پر پہونچا۔ جو اس کا اپنا تھا۔ تو بادشاہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا۔ کہ یہ شخص میرے برابر عہدہ کا ہی معلوم ہوتا ہے۔ مگر اس سوال کے جواب میں بھی جب بادشاہ نے کہا۔

کہ ذرا اور اوپر چلئے تو وہ زیادہ توجہ سے اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اور اس نے پوچھا کیا آپ لفٹیننٹ ہیں۔ بادشاہ نے کہا ذرا اور اوپر چلئے۔ پھر اس نے پوچھا کیا آپ کپتان ہیں۔ بادشاہ نے کہا ذرا اور اوپر چلئے۔ اب تو سپاہی

خوف سے کانپنے لگا

اور ادب سے پوچھا کیا آپ میجر ہیں۔ اور اسی طرح عہدے بڑھا کر پوچھتا گیا۔ یہاں تک کہ جب اس نے سوال کیا کیا آپ کمانڈر انچیف ہیں۔ تو اس کے دانت بج رہے تھے۔ اور لاتیں کانپ رہی تھیں۔ مگر جب بادشاہ نے پھر بھی کہا کہ اور اوپر چلو تو چونکہ اسے معلوم تھا۔ کہ بادشاہ بھیس بدل کر پھرا کرتا ہے

سپاہی کی لاتیں جواب دے گئیں

اور وہ بے اختیار زمین پر گھٹنے ٹیکتے ہوئے گر گیا۔ کہ کیا آپ زار ہیں۔ اس پر بادشاہ نے کہا ہاں۔ اور اسے اسی حالت میں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔

غرض دنیا کے عہدوں کی وجہ سے یا بادشاہوں اور حکام کے قرب کی وجہ سے لوگ اپنی بڑی عزت محسوس کرنے لگتے ہیں

گاؤں کا نمبردار

ہی جب کسی نائب تحصیلدار کے پاس بیٹھتا اور اس سے باتیں کرنے کا اسے موقعہ ملتا ہے تو وہ خیال کرنے لگتا ہے۔ کہ گاؤں کے تمام لوگ میرے رحم پر ہیں۔ پولیس والے بھی اسی قسم کے متکبرانہ خیالات لئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور اگرچہ پولیس کے افسر بعض دفعہ نرمی کرتے۔ اور لوگوں سے

اچھے اخلاق کا برتاؤ

کر دیتے ہیں۔ مگر جو ان کے پاس بیٹھنے والے اور ان سے اکثر ملنے جلنے والے ہوں۔ وہ ان سے بھی زیادہ اپنی شان دکھاتے ہیں۔ اور اس قدر بد دماغ ہوتے ہیں۔ کہ وہ پولیس اور اس کے افسروں کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے ہی یہ سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ کہ اب ہمارے سامنے سب لوگ ہیچ ہیں۔

جب دنیوی عہدوں پر فائز ہونے یا اعلیٰ عہدیداروں اور افسروں کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے لوگ عزت محسوس کرنے لگتے ہیں۔ تو کتنے تعجب کی بات ہو گی۔ اس قوم کے متعلق جسے خدا تعالیٰ کی آواز سننے کا موقعہ ملے۔ خواہ براہ راست سننے کا یا بالواسطہ سننے کا۔ مگر وہ اس آواز کی قدر نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ الم نشرح لک صدرک ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک۔ اے ہمارے رسول کیا ہم نے تیرے ساتھ یہ معاملہ نہیں کیا۔ کہ تیرے دل میں اپنی

اطاعت اور فرمانبرداری کا ایک جوش

پیدا کر دیا۔ اور پھر قرب کے حصول کے لئے بجائے اس کے کہ تجھ پر سب کوشش چھوڑ دی جاتی۔ ہم نے خود الہام کے ذریعہ اپنی رضا کی راہیں تجھے بتا دیں۔ اور اس طرح تیرا بوجھ تجھ سے دور کر دیا۔ کیا یہ احسان جو ہم نے تجھ پر کیا کچھ کم ہے۔ یہ احسان جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا گیا۔ صرف آپ کے ساتھ ہی احسان نہ تھا۔ بلکہ

ساری دنیا پر احسان

ہے۔ کونسا انسان ایسا ہے۔ جسے خدا تعالیٰ نے اس احسان سے محروم رکھا۔ یا کونسا مذہب یا ملک یا جماعت ہے۔ جسے یہ کہہ دیا گیا ہو۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اس انعام میں تم حصہ دار نہیں۔ جب حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے پاس

ایک کنعانی عورت

آئی۔ اور اس نے کہا۔ اے استاد مجھ پر رحم کر۔ جو تعلیم تو دوسرے لوگوں کو دیتا ہے۔ اس سے مجھے بھی فائدہ اٹھانے دے۔ تو اسے یہ جواب دیا گیا۔ کہ لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینی اچھی نہیں۔ اور جیسا کہ عیسائی کتب سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ عورت دل شکستہ ہو کر واپس چلی گئی۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تعلیم ملی۔ اس کے لئے کوئی حد بندی نہیں۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے۔ جا اور ساری دنیا کو یہ پیغام سنا دے۔ کہ

انی رسول اللہ الیکم جمیعا

میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول بنکر آیا ہوں۔ کوئی قوم ایسی نہیں۔ جو میرے دائرہ ہدایت سے باہر ہو۔ میرا دستر خوان ہر شخص کے لئے کھلا ہے۔ جو چاہے اپنی

روحانی غذا کا سامان

اس سے حاصل کرے۔ پس ہم میں سے کون ہے۔ جو یہ کہے کہ خدا کی یہ آواز میرے کانوں نے نہیں سنی۔ یا خدا تعالیٰ کا محبت بھرا ہاتھ میری طرف بڑھایا نہیں گیا۔ اور اگر خدا تعالیٰ اپنی

شیریں آواز

سنائے۔ اور انسان اپنے کانوں میں روئی ڈال لے۔ یا خدا تعالیٰ اپنا محبت بھرا ہاتھ بڑھائے۔ اور انسان اپنے ہاتھ کو کھینچ لے تو ایسے انسان کا علاج کیا ہو سکتا ہے۔ اور کیونکر یہ شکوہ کر سکتا ہے۔ کہ اُسے ہدایت نہیں ملی۔

غیروں کو جانے دو۔ ہماری جماعت کو خدا تعالیٰ نے اس وقت اپنے تازہ کلام کے سننے کا موقعہ دیا ہے۔ وہ خدا جس نے حرا میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جا اور دنیا کو ہدایت دے۔ وہ خدا جس نے جبریل کی معرفت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ پیغام پہونچایا کہ اقراء باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق۔ وہ خدا جس نے

غارِ ثور میں

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمایا۔ کہ اپنے ساتھی سے کہہ دے۔ ڈر کی کوئی بات نہیں۔ ان اللہ معنا۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ وہ خدا جس کی وحی مدینہ میں بھی جا کر نازل ہوئی۔ اور اس نے خبر دی۔ کہ ساری دنیا ایک دن اسلام کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونے والی ہے۔ اور

قیصر و کسریٰ کی حکومتیں

پاش پاش ہو جائیں گی۔ کیا اسی خدا نے دوبارہ ہمیں آواز نہیں دی۔ اور کیا وہی شیریں آواز ایک بار پھر ہمارے لئے بلند نہیں کی گئی۔ وہ پیاری آواز جس کی

ایک ایک سر کے اندر ہزاروں محبتیں

بھری ہوئی تھیں۔ ایسی اعلےٰ محبتیں کہ جو انسان کے دل کو عشق کے جذبات سے لبریز کر دیتی ہیں۔ ہمارے لئے پھر بلند کی گئی۔ اور اسی شان کے ساتھ بلند کی گئی جس شان کے ساتھ وہ پہلے بلند ہوئی۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز اور آپ کے اعلےٰ درجہ کے شاگردوں میں سے ہیں اور آپ خود نہیں بولتے تھے۔ بلکہ آپ کی وساطت سے خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بولتے تھے۔

پس ہمیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ ہم نے اس آواز کی کیا قدر کی۔ اور کیا اس آواز کے معاملہ میں ہمارے دلوں میں بھی وہی

ادب اور احترام

کے جذبات ہیں۔ اور وہی قربانیوں کے ولولے اور جوش ہیں جس قسم کا ادب و احترام اور جس قسم کی قربانیاں یہ آواز چاہتی ہے۔ یا ہماری ساری جدوجہد یا ہم میں سے

ایک طبقہ کی جدوجہد

یہ ہے کہ ہم قربانیوں سے بچ جائیں دیکھو ہم سے پہلے

دو قومیں

گزری ہیں۔ ایک حضرت موسےٰ علیہ السلام کی قوم تھی۔ جس نے ایک نہایت ہی نازک موقعہ پر کہہ دیا۔ کہ اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون یعنی جا تو اور تیرا رب دشمنوں سے لڑائی کرے۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ مگر ان کی نسلوں نے اس

غلطی کی اصلاح

کی۔ یہاں تک کہ انہوں نے کہنا شروع کر دیا۔ کہ جن الفاظ میں خدا تعالیٰ نے کوئی بات کرنے کو کہے۔ انہی الفاظ کی اتباع کرنی چاہیئے۔ اور تاویلوں سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ پھر اپنی اس عادت کو انہوں نے یہاں تک ترقی دی۔ کہ یہودی قوم اس بات کیلئے مشہور ہو گئی۔ کہ وہ رسموں کی پابند ہے۔ اور لفظوں کے پیچھے جاتی ہے۔ انہوں نے پھر کسی جگہ بھی تاویل کو جائز نہ سمجھا۔ اور جن الفاظ میں تورات میں کوئی بات کہی گئی تھی۔ ان کا

لفظی طور پر اتباع

کیا۔ مگر اس کے بعد ایک اور قوم آئی جس نے یہ نہیں کہا۔ کہ اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون۔ بلکہ اگرچہ ان میں سے بعض نے کمزوری دکھائی۔ مگر جب حضرت مسیح علیہ السلام کو دشمنوں نے گرفتار کرنا چاہا۔ تو انہوں نے اپنی تلواریں نیام سے نکال لیں۔ لیکن اس کے کچھ عرصہ بعد انہی میں سے ایسے لوگ پیدا ہو گئے۔ جنہوں نے شریعت کے احکام کی بجا آوری کو اپنے لئے چٹی اور بوجھ سمجھا۔ اور کہا شریعت کیا ہے۔ ایک لعنت ہے

غرض انہوں نے

شریعت کو لعنت

قرار دے دیا۔ اور اس طرح وہ خدا تعالےٰ کے فضل سے محروم ہو گئے۔ آخر یہ شریعت کو بوجھ سمجھنے کی بنیاد کیونکر قائم ہوئی۔ کیا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے صحابی یہ سمجھتے تھے کہ شریعت ایک چٹی ہے۔ ان کی تو خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں تعریف کی ہے۔ اور ان کے تقوےٰ اور ایثار کو سراہا ہے۔ اور قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متبع ایک لمبے عرصہ تک شریعت کے پابند رہے۔ اور وہ ان انعامات کے وارث ہوتے رہے۔ جو خدا تعالےٰ کے پیاروں کے لئے مقدر ہیں۔ یہاں تک کہ گو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں آکر عیسائیوں کی حالت بہت بگڑ گئی۔ مگر

پچھلے بزرگوں کا اثر

ایک حد تک ان میں باقی تھا۔ اور اس خرابی کے زمانہ میں بھی ایک حصہ ان کا ایسا تھا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ وہ خدا تعالےٰ سے ایسی محبت رکھتے ہیں کہ جب اس کا ذکر آتا ہے۔ تو اُن کی

آنکھوں سے آنسو

بہنے لگتے ہیں۔ پس جب حواریوں کی اللہ تعالےٰ نے تعریف کی ہے۔ تو ہمیں تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ یہ خیال کہ شریعت نعوذ باللہ لعنت ہے اُن سے شروع نہیں ہوا۔ اور نہ ان کے زمانہ سے شروع ہوا۔ بلکہ ایک لمبے عرصہ کے بعد آہستہ آہستہ عیسائیوں میں یہ خیال آ گیا۔ کہ شریعت لعنت ہے۔ مسلمانوں نے بھی ایک لمبے عرصہ تک شریعت کی قدر کی۔ اور اس کے

احکام کی بجا آوری

کو اپنی روحانی ترقی اور خدا تعالےٰ کے قرب کے لئے ضروری سمجھا۔ لیکن رفتہ رفتہ ان کی یہ حالت ہو گئی۔ کہ جب کوئی شریعت کی بات ان تک پہنچتی تو بسا اوقات بجائے یہ خیال کرنے کے کہ شریعت کے احکام ہمارے لئے ایک رحمت ہیں۔ اور یہ خدا تعالےٰ کا احسان ہے۔ کہ وہ ہم سے خدمت لے رہا ہے۔ وہ سمجھتے کہ یہ ایک چٹی ہے۔ جو ہم پر پڑ گئی۔ اور وہ اس سے

بچنے کی کوشش

کرتے۔ چنانچہ مسلمانوں میں اس قسم کے مسائل پائے جاتے ہیں۔ کہ شریعت کا فلاں حکم جو ہے اس سے بچنے کے لئے کونسی ایسی کوشش کی جائے۔ کہ انسان گنہگار بھی نہ ہو۔ اور وہ کام بھی نہ کرنا پڑے۔ اس پر انہوں نے

کتاب الحیل کی قسم کی کتابیں

تک لکھ ڈالی ہیں۔ جن کا مقصد یہ ہے۔ کہ بغیر گنہگار بننے کے انسان کس طرح بعض شرعی احکام کی بجا آوری سے بچ سکتا ہے مثلاً حیلوں میں سے ایک حیلہ یہ ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کو تین دفعہ طلاق دے چکا ہو۔ اور وہ پھر اسی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہو۔ تو اس کا حلالہ نکالا جائے۔ یعنی ایک رات کے لئے کسی اور مرد سے جھوٹا نکاح پڑھا دیا جائے۔ حالانکہ

حلالہ سب سے زیادہ حرام چیز ہے

پھر وہ یہاں تک گر گئے۔ کہ ایک بڑی کتاب میں جو ایک بڑے عالم کی لکھی ہوئی ہے۔ میں نے پڑھا کہ اگر کوئی عید اضحی کے دن نماز عید سے پہلے قربانی کا گوشت کھانا چاہے۔ تو کس طرح کھائے۔ چونکہ

شرعی مسئلہ

یہ ہے۔ کہ نماز عید کے بعد قربانی کی جائے اس لئے لازماً قربانی کا گوشت نماز کے بعد ہی کھایا جا سکتا ہے۔ مگر وہ اس امر کے جواز کے لئے حیلہ پیش کر رہا ہے۔ کہ اگر کسی کا جی چاہے۔ کہ نماز سے پہلے قربانی کا گوشت کھائے۔ تو کس طرح کھائے۔ کوئی اس بھلے مانس سے پوچھے۔ کہ تجھے کونسی ایسی مصیبت پڑی ہے۔ کہ تو

عید سے پہلے قربانی کا گوشت

کھائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ پھر اس نے یہ حیلہ بتایا ہے۔ کہ چونکہ عید کی نماز بڑے شہر میں ہوا کرتی ہے۔ گاؤں میں نہیں ہوتی۔ اس لئے اگر کوئی نماز سے قبل قربانی کا گوشت کھانا چاہے۔ تو وہ شہر سے دو تین میل باہر چلا جائے۔ اور وہاں قربانی کر دے۔ اور کھا لے۔ اس طرح قربانی بھی ہو جائیگی۔ اور پھر شہر میں آ کر نماز پڑھ لے

گویا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو باتیں بتائی ہیں۔ وہ نعوذ باللہ ایسی مصیبت اور عذاب ہیں۔ کہ ہم ان پر عمل کر کے امن پا ہی نہیں سکتے۔ جن لوگوں کے دلوں میں شریعت کی یہ عظمت ہو۔ ان سے کب یہ توقع کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ شریعت کا اعزاز دنیا میں قائم کریں گے۔ اور لوگوں کو اس کے احکام کی خوبیاں اور حکمتیں بتا کر ان پر عمل کرنے کی نصیحت کریں گے۔ مگر یہ تو

شریعت کی بے قدری کا انتہائی قدم

ہے۔ اس سے نچلا قدم یہ ہے۔ کہ جب جماعت کو کسی قربانی کی تحریک کی جائے تو کہا جائے کہ یہ بوجھ ہم سے کب ہٹایا جائے گا۔ حالانکہ سچے مومنوں کی یہ حالت ہوا کرتی ہے۔ کہ وہ سمجھتے ہیں۔ شریعت نے ان پر بوجھ نہیں ڈالا۔ بلکہ شریعت نے ان کے بوجھوں کو اٹھایا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو پولوس کہتا ہے۔ شریعت لعنت ہے۔ اور وہ ایک بوجھ ہے۔ جو ہم پر لادا گیا۔ مگر ہمارا خدا کہتا ہے۔

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ

شریعت بوجھ نہیں، شریعت چٹی نہیں، بلکہ شریعت تو وہ چیز ہے۔ جو خود تمہارے بوجھوں کو اٹھاتی ہے۔ ان بوجھوں کو جو تمہاری کمر کو توڑنے والے ہوں۔ پس اسلام کہتا ہے کہ قربانیوں کا تم سے اس لئے مطالبہ نہیں کیا جاتا۔ کہ وہ تمہیں تباہ کریں۔ بلکہ اس لئے مطالبہ کیا جاتا ہے۔ کہ وہ تمہیں مصیبتوں سے بچائیں۔ اور

سکھ اور آرام کی زندگی

بسر کرائیں۔ لیکن اگر ہم کبوتر کی طرح اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اور کہیں۔ کہ ہمیں کسی قسم کا خطرہ نہیں۔ جس سے محفوظ رہنے کے لئے

قربانیوں کی ضرورت

ہو۔ تو اس کا سوائے اس کے اور کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ کہ مصیبتیں آئیں اور ہمیں تباہ کر دیں۔

کئی انسان ہوتے ہیں۔ جو رُوح کے ان سفروں سے ناواقف ہوتے ہیں جو اسے پیش آنے والے ہوتے ہیں۔ اور وہ اس بات کو نہیں سمجھتے۔ کہ دنیوی زندگی اخروی زندگی

کے مقابلہ میں اتنی بھی نہیں۔ جتنی

سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ کی حیثیت

ہوتی ہے۔ جو شخص لنڈن جانے والا ہو اگر اسے یہ کہا جائے۔ کہ بٹالہ میں تجھے اچھا کھانا کھلا دیا جائے گا۔ آگے لنڈن تک تم فاقے کرتے جانا۔ تو کیا وہ اسے منظور کرے گا۔ بلکہ میں کہتا ہوں۔ کہ اگر کوئی شخص کلکتہ تک ہی جانے والا ہو۔ اور اسے کہا جائے کہ امرتسر میں تجھے پلاؤ کھلا دیا جائیگا۔ مگر کلکتہ تک جو صرف ڈیڑھ دن کا فاصلہ ہے۔ تمہیں فاقہ کرنا ہوگا۔ تو وہ اس کو منظور کرے گا؟ اگر ایسے آدمی کے سامنے جو کلکتہ جانے والا ہو۔ یہ بات پیش کی جائے کہ امرتسر میں تجھے پلاؤ کھانے کو ملیگا۔ مگر آگے بھوکا رہنا پڑے گا۔ تو وہ یہی کہیگا کہ مجھے سارے راستہ میں معمولی غذا منظور ہے۔ مگر پہلے اچھا کھانا کھا کر

آئندہ کا فاقہ اور مصیبت

مجھے منظور نہیں۔ پھر اگر انسان یہ سمجھتا ہو کہ اسے ابدی حیات کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور یہ دنیا محض ایک

تیاری کی دنیا

ہے۔ جو ایک دائمی زندگی کے لئے جو اس جہان نے دائمی ہے، اسے تیار کرتی ہے۔ تو وہ کیونکر یہ سمجھ سکتا ہے، کہ اس دنیا کا تھوڑا سا آرام یا تھوڑی سی راحت اسے اگلے جہان پر مقدم ہے اور کب وہ اس زندگی کے سکھ کے مقابلہ میں اگلی زندگی کا نقصان و زیان برداشت کر سکتا ہے۔ درحقیقت یہ

ایمان کی کمی

ہوتی ہے۔ جو انسان شریعت کو چٹی سمجھتا۔ یا اللہ تعالےٰ کے احکام کو اپنے لئے بوجھ قرار دیتا ہے۔ ورنہ جسے یقین ہو۔ کہ میں ایک دائمی زندگی کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ وہ اگر اس دنیا میں دکھ اور تکالیف بھی دیکھے۔ تو انہیں بخوشی برداشت کرے گا اور کہے گا۔ کہ مجھے دائمی سکھ کی ضرورت ہے عارضی تکالیف کی پرواہ نہیں:۔

ہماری جماعت جس پر خدا تعالےٰ نے یہ فضل کیا۔ کہ اسے اپنی آواز کے سننے اور اسے قبول کرنے کی توفیق دی۔ اس کے لئے اس وقت بڑا

نازک موقعہ

ہے۔ یہی قومیں جو مسلمانوں میں گزریں۔ وہ کہہ سکتی ہیں۔ کہ ہمیں کیا معلوم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے کس رنگ میں کلام کیا۔ کس طرح اپنی تائیدات سے انہیں نوازا۔ کس طرح معجزات ظاہر کئے۔ اور کس طرح اسلام کی شوکت کو بڑھا کر ان کے ایمانوں کو تازہ کیا۔ ہم بعد میں آئے۔ اور

زمانہ نبوت سے بُعد

کی وجہ سے ہماری آنکھوں نے وہ بینائی حاصل نہ کی۔ جو قرون اولےٰ کے مسلمانوں نے حاصل کی تھی۔ لیکن ہماری جماعت خدا تعالےٰ کو کیا جواب دے سکتی ہے۔ خدا تعالےٰ ہماری جماعت سے کہے گا۔ کہ تم میں ایک شخص میری طرف سے آیا۔ تم نے اس سے

پیوستگی اور قرب

حاصل کیا۔ تم نے اس کی باتوں کو اپنے کانوں سے سنا۔ اور جنہوں نے اپنے کانوں سے نہ سنا۔ انہوں نے انتہائی قرب کی وجہ سے اپنے دل کی آنکھوں سے ان باتوں کا مشاہدہ کیا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں تھا۔ کہ [illegible] احکام کی بجا آوری ایک چٹی اور بوجھ نہیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کی ایک رحمت اور اس کا انعام ہے۔ پھر خدا تعالےٰ نے اپنی رحمت کا ایسا سلسلہ جاری کیا۔ کہ اب تک ہماری جماعت کے سینکڑوں آدمی ایسے ہیں۔ جن سے خدا کلام کرتا ہے۔ ایسی حالت میں ہماری جماعت اس بات کا کیا جواب دے سکتی ہے۔ کہ اس نے کیوں دنیاوی زندگی کو عزیز سمجھا۔ اور کیوں سلسلہ کے لئے جانی اور مالی قربانیوں کو اپنے لئے بوجھ اور چٹی قرار دیا۔ حالانکہ صاف طور پر اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ کہ ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک ورفعنا لک ذکرک۔ انسان پر جتنا بوجھ ہو۔ وہ نیچے جھکتا ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جن پر خدا تعالےٰ کا کلام نہیں اترتا۔ اور انہیں شریعت کے احکام پر چلنے کی توفیق نہیں ملتی وہ نیچے دبتے ہیں۔ مگر جونہی وہ خدا تعالےٰ کے کلام کو سنتے اور اس کے احکام پر عمل کرتے ہیں۔ تو جس طرح غبارہ اوپر اڑتا ہے۔ اسی طرح ان کی روح بھی بلند ہونی شروع ہو جاتی ہے

ورفعنا لک ذکرک کے الفاظ

اللہ تعالےٰ نے شریعت کے احکام کی پابندی کے ساتھ لگائے ہیں۔ اور بتایا ہے۔ کہ جب تک خدا تعالےٰ کے احکام کی پوری پوری پابندی نہ ہو۔ اس وقت تک کوئی انسان خدا تعالےٰ کی درگاہ میں معزز نہیں ہو سکتا:

پھر فرماتا ہے فان مع العسر یسرا۔ ان مع العسر یسرا۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ تم پر تنگیاں ہیں بے شک تنگیاں ہیں۔ مگر یاد رکھو ایک عسر کے مقابلہ میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے تمہارے لئے دو یسر مقرر ہیں۔ عسر کے ساتھ الف لام یہ بتانے کے لئے لگایا گیا ہے۔ کہ ایک عسر ہے۔ اور پھر دو یسر۔ یس العسر سے مراد ایک تنگی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے بتایا ہے کہ مومن کی

ایک تنگی کے مقابلہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے دو سکھ

آتے ہیں تنگی تو اس دنیا میں آتی ہے۔ مگر سکھ مومن کو اس جہان میں بھی حاصل ہوتا ہے اور اگلے جہان میں بھی۔ یہ راستہ ہے جو مومن کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ اگر تم اپنے آپ کو مومن سمجھتے ہو۔ تو کیا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ اس راستہ سے تمہیں گزرنا نہ پڑے۔ اگر کوئی شخص اس

عسر میں سے گزرے بغیر یسر کا متمنی

ہے۔ تو اس سے زیادہ بیوقوف اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ بعض لوگ ہماری جماعت میں اس قسم کے ہیں۔ کہ وہ سمجھتے ہیں ہمارا کام صرف اتنا ہی تھا۔ کہ ہم نے احمدیت کو قبول کر لیا۔ اس کے بعد اگر وہ ذرا سا بھی ابتلا دیکھیں۔ تو جھٹ کہنے لگ جاتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کی نصرت کیوں نہیں آتی۔ ان کی مثال بالکل ایسی ہی ہوتی ہے۔ جیسے بچے بعض دفعہ رات کو جب سوتے ہیں۔ تو ان کی والدہ انہیں کہتی ہے۔ تم اس وقت سو جاؤ صبح ہو گی۔ تو تمہیں مٹھائی دوں گی۔ وہ یہ سنکر آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ اور تھوڑی دیر کے بعد آنکھیں کھول کر کہتے ہیں۔ اماں کیا اب تک صبح نہیں ہوئی۔ ہمیں مٹھائی کب دو گی۔ یہ بھی جب ذرا سا ابتلا دیکھتے ہیں۔ فوراً کہنے لگ جاتے ہیں۔ کہ وہ نصرت کے وعدے کیا ہوئے۔ حالانکہ نہ یہ امتحان امتحان ہوتا اور نہ یہ ابتلا ابتلا ہیں۔ یہ تو ایسے ہی ہیں۔ جیسے راہ چلتے ہوئے کسی کے

پاؤں میں کانٹا

چبھ جائے۔ جس ابتلا کا نام خدا تعالےٰ نے عسر رکھا ہوا ہو۔ وہ معمولی عسر نہیں ہو سکتا اور نہ معمولی تکالیف سے ایمان کی آزمائش ہو سکتی ہے۔ جس طرح سونا کٹھالی میں ڈالا جاتا ہے۔ اسی طرح مومن جب تک

مصائب و شدائد کی کٹھالی

میں نہ ڈالا جائے۔ اس کا حقیقی حسن ظاہر نہیں ہوتا۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ جب انسان اس عسر میں سے گزر جاتا ہے۔ تو اس وقت اس کے اطمینان اور سکون کی کوئی حد نہیں رہتی کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کے ہاتھوں میں چلا جاتا ہے۔ اور اس کی رضا اور

محبت کا مقام

اسے حاصل ہوتا ہے۔ مگر اس مقام کے حصول سے پہلے جن قربانیوں کی ضرورت ہے۔ وہ ایسی ہیں۔ کہ انسان ان میں یسر کو بھول جاتا ہے۔ عسر آتا ہے۔ اور ایسا

شدید عسر

آتا ہے۔ کہ انسان یہ سمجھنے لگتا ہے۔ کہ اب یسر اس پر کبھی آ ہی نہیں سکتا۔ وہ خیال کرنے لگتا ہے۔ کہ اس کی ترقیات کے تمام وعدے موہوم ہیں۔ اور وہ گھبرا کر کہتا ہے کہ الٰہی تیری مدد کہاں گئی۔ پس جب تک انسان ایسے عسر میں سے نہ گزرے۔ کہ ترقیات کے تمام وعدے اسے موہوم نظر آئیں۔ ایمان اسے کہتا ہو۔ کہ یسر آئے گا۔ لیکن عقل اسے کہتی ہو۔ کہ یہ سب

خیالی باتیں

ہیں۔ اب یسر نہیں آ سکتا۔ جب تک انسانی عقل اور انسانی دانش صاف لفظوں میں آ کے یہ سنا دے۔ کہ یہ سب جھوٹی باتیں ہیں۔ صرف ایمان کہتا ہو۔ کہ گو عقل اس بات کو ماننے سے انکار کرتی ہے۔ کہ اتنے عسر کے بعد یسر بھی آ سکتا ہے۔ مگر میں جانتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ اس وقت تک اللہ تعالےٰ کی محبت کا اعلےٰ مقام انسان کو حاصل نہیں ہوتا۔ یہی وہ عسر کا مقام ہے۔ کہ جب اس پر انبیاء اور ان کی جماعتیں پہنچتی ہیں۔ تو وہ کہہ اٹھتی ہیں۔ کہ متیٰ نصر اللہ اور خدا تعالےٰ قرآن مجید میں بیان کرتا ہے۔ کہ جب خدا کے رسول اور انکی جماعتیں یہ کہتی ہیں۔ کہ متیٰ نصر اللہ۔ اسے خدا مقام نصر اللہ کہاں ہے۔ اس وقت ہم کہتے ہیں۔ کہ الا ان نصر اللہ قریب خدا کی مدد تو قریب ہی ہے۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب عسر کا شدید دَور آتا ہے۔ اتنا شدید کہ نصر اللہ کا مقام انسان کی نگاہ سے غائب ہو جاتا ہے۔ تب خدا تعالےٰ کی مدد آتی۔ اور مومنوں کو

مشکلات سے رہائی

دیتی ہے۔ لیکن جب تک یہ مقام حاصل نہ ہو بلکہ مقام نصر اللہ ہر شخص کو نظر آ رہا ہو۔ اس وقت تک غیر معمولی مدد کس طرح آ سکتی ہے ہماری جماعت کے لئے بے شک

پچھلے ایام میں

ایسا طویل ابتلا آیا ہے۔ کہ بہت سے لوگ یہ خیال کرنے لگ گئے تھے۔ کہ نہ معلوم خدا تعالےٰ کی مدد کب آئے گی۔ اور عام طور پر کہا جانے لگا تھا۔ کہ اس حملے کا سلسلہ بہت لمبا ہو گیا ہے۔ مگر کسی کو کیا معلوم تھا۔ کہ خدا تعالےٰ نے اس فتنہ کا علاج امرتسر میں

گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے پاس

رکھا ہوا ہے۔ جو مسجد شہید گنج کے انہدام کے سلسلہ میں ظاہر ہو گیا۔ اور جس نے مسلمانوں پر ثابت کر دیا۔ کہ احرار جو ہماری خدمت اسلام کے نام سے کر رہے تھے۔ وہ جھوٹے تھے۔

اسلام کے لئے قربانی کرنا ان کا طریق نہیں

وہ تو اپنی ذاتی بڑائی کے لئے کام کرتے ہیں اور جب ذاتی بڑائی حاصل نہ ہوتی ہو۔ تو وہ خدا تعالےٰ کے گھر کے لئے بھی قربانی کرنے کے لئے تیار نہیں۔ لیکن پھر بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اس قسم کے ابتلاء آئندہ بھی آتے چلے جائینگے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے۔ جس میں اللہ تعالےٰ اپنے متعلق فرماتا ہے۔ افطر و اصوم۔ یعنی میری طرف سے سلوک دونوں رنگ کا ہو گا۔ کبھی روزہ کی شکل میں اور کبھی افطاری کی صورت میں کبھی ابتلاؤں کا دروازہ کھولدیا جائیگا۔ اور کبھی انعامات کا دروازہ کھولدیا جائیگا۔ جس طرح سمندر میں لہریں اٹھتی ہیں اور پھر غائب ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح

ابتلا لہروں کی طرح آئیں گے

کبھی ان کی لہر اونچی چلی جائے گی۔ اور کبھی نیچی ہو جائے گی۔ یہی حال ترقیات کا ہو گا۔ وہ بھی ایک رَو کی کیفیت لئے ہوئے ہوں گی کبھی نمایاں ہو جائیں گی۔ اور کبھی مخفی ہو جائینگی

پس بے شک یہ ابتلا ایسا تھا جس میں بہت سے لوگ گھبرا گئے۔ اور وہ خیال کرنے لگے کہ نہ معلوم اب کیا ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان ابتلاؤں کو ختم نہیں کرے گا۔ بلکہ ان کا سلسلہ اس وقت تک جاری رکھیگا۔ جب تک ہماری جماعت کا خدا تعالیٰ سے ایسا تعلق پیدا نہیں ہو جاتا کہ اس کی زندگی

خالص روحانی زندگی

بن جائے اور ان ابتلاؤں کا آنا اس کے لئے ضروری نہ رہے۔ میں اپنے نفس میں دیکھتا ہوں کہ میں نے اس فتنہ سے بہت کچھ سبق سیکھا ہے۔ میں اپنے اردگرد کے لوگوں کو دیکھتا ہوں تو محسوس کرتا ہوں کہ انہوں نے بھی اس فتنہ سے سبق سیکھا ہے۔ اس طرح جماعت کے سینکڑوں لوگ ہیں۔ جنہوں نے اس فتنہ سے بعض مفید سبق سیکھے مگر ایک یا دو سبق یاد کر لینے سے انسان

امتحان میں کامیاب

نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بعد اور سبق ہمیں سکھلائے گا۔ اور پھر اور سبق ابتلاؤں کے ذریعہ سکھائیگا یہاں تک کہ

الٰہی قرب کا مضمون

ہمیں اچھی طرح یاد ہو جائے گا اور کوئی فتنہ ہمارے قدم میں لغزش پیدا نہیں کر سکیگا۔ ابھی ہماری جماعت میں بہت لوگ ایسے ہیں جن کی

تربیت کی ضرورت

ہے۔ ابھی بہت لوگ ہماری جماعت میں ایسے ہیں جو سچائی پر قائم نہیں۔ ابھی بہت لوگ ہماری جماعت میں ایسے ہیں جو پوری طرح دیانت اور امانت سے کام نہیں لیتے ابھی بہت لوگ ہماری جماعت میں ایسے ہیں جن کا

دوسروں سے معاملہ

اچھا نہیں۔ پس جب تک ہماری جماعت جھوٹ سے اتنی شدید نفرت نہیں کرتی کہ وہ موت کو قبول کرنا آسان سمجھے مگر جھوٹ بولنے کے لئے تیار نہ ہو جب تک ہماری جماعت دیانت پر ایسی مضبوطی سے قائم نہیں ہو جاتی کہ وہ موت کو قبول کرنا آسان سمجھے مگر خیانت کے لئے تیار نہ ہو۔ جب تک ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی اور عصیان سے اتنی شدید نفرت نہ کرے کہ وہ موت کو آسانی سے قبول کرنے کے لئے تیار ہو جائے مگر

الٰہی احکام کی نافرمانی

نہ کرے اس وقت تک نہیں کہا جا سکتا کہ ہماری زندگیاں روحانی زندگیاں ہیں اور ہمارے لئے ابتلاؤں اور مشکلات کی ضرورت نہیں دنیا میں کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اس لئے جھوٹ نہیں بولتے کہ وہ سمجھتے ہیں جس ماحول میں وہ رہتے ہیں اس میں جھوٹ بول کر وہ

عزت کی زندگی

بسر نہیں کر سکتے مگر کیا ایک مثال بھی ایسی پیش کی جا سکتی ہے کہ ہماری جماعت میں سے کسی نے اس لئے جھوٹ بولنا چھوڑ دیا ہو کہ اس جماعت میں رہ کر جھوٹ بولنا اس کے لئے ناممکن ہے۔ یا کیا ایک مثال بھی ایسی پیش کی جا سکتی ہے کہ ہماری جماعت میں کسی نے اس لئے خیانت اور دھوکا بازی کو چھوڑ دیا ہو کہ اس

جماعت میں رہ کر خیانت کرنا

موت کو خریدنا ہے پھر کیا ایک مثال بھی ایسی پیش کی جا سکتی ہے کہ ہماری جماعت میں سے کسی نے اس لئے عصیان و طغیان کو ترک کر دیا ہو کہ اس جماعت میں رہ کر خدا تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی یا اس کے

فرائض کی بجا آوری میں کوتاہی

موت ہے۔ اگر نہیں تو پھر جب تک ہماری جماعت کو یہ مقام حاصل نہیں ہوتا۔ اور جب تک جماعت کے افراد اس حقیقت کو نہیں سمجھتے کہ جہاں کسی نے گناہ کیا اس نے گویا

طاعون اور ہیضے کے کیڑے

چھوڑ دئے۔ اس وقت تک کون کہہ سکتا ہے کہ تربیت اور جماعت کی ترقی کے لئے مشکلات و مصائب کا آنا اور جماعت کا قربانیوں کے لئے تیار رہنا بہت بوجھ ہے کیا ممکن ہے۔ کہ گناہ کی بجائے اگر کوئی شخص ہیضہ یا طاعون کے کیڑے ایک شہر میں چھوڑ دے۔ تو لوگ اسے

نفرت کی نگاہ

سے نہ دیکھیں اور اس سے محبت اور پیار کریں۔ پھر کیوں لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ ہیضہ کے کیڑوں سے ایک شہر کو جتنا نقصان پہنچ سکتا ہے وہ اس نقصان کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتا جو جھوٹ کے کیڑوں سے انسانوں کو پہنچتا ہے۔ یا

خیانت اور غداری کے جراثیم

اس سے بہت زیادہ انسانوں کو نقصان پہنچاتے ہیں جتنا ہیضے یا طاعون کے کیڑے انسانوں کے لئے مہلک ثابت ہوتے ہیں کیونکہ طاعون اور ہیضہ انسانی جسم کو نقصان پہنچاتے ہیں مگر جھوٹ۔ خیانت اور عصیان

انسانی روح کو تباہ

کرتے ہیں اور یہ نادانی ہے کہ انسان ہیضہ اور طاعون کو روحانی گناہوں سے زیادہ خطرناک اور مہلک سمجھے۔

اگر کسی جماعت کا واقعی خدا تعالیٰ سے تعلق ہے تو پھر اسے چھوٹے چھوٹے گناہوں کو بھی طاعون اور ہیضہ سے زیادہ مہلک سمجھنا چاہئیے اور اگر کسی وقت کہا جائے کہ تمہیں طاعون اور ہیضہ منظور ہے یا جھوٹ۔ خیانت اور عصیان وغیرہ تو وہ یک زبان ہو کر کہہ اٹھے کہ ہمیں طاعون منظور۔ ہیضہ منظور۔ مگر یہ منظور نہیں کہ گناہوں کے جراثیم ہمارے اندر پھیلیں ہماری جماعت کو بھی غور کرنا چاہئیے کہ کیا گناہوں کے خلاف اسی قسم کا جوش اس کے دل میں بہ حیثیت جماعت موجود ہے اگر نہیں تو پھر یقیناً اس کا علاج ہونا چاہئیے اور یقیناً پھر

ضرورت ہے کہ ابتلاؤں پر ابتلا آئیں

یہاں تک کہ دو صورتوں میں سے ایک ہو جائے یعنی یا تو لوگ مرتد ہو جائیں اور یا اپنی اصلاح کر لیں۔ لیکن اگر جماعت بغیر کسی قسم کے ابتلا کے خود بخود اپنی اصلاح کر لے تو پھر ابتلاؤں کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ ابتلاؤں کی ضرورت میں سے ایک بڑی بھاری ضرورت یہ ہے کہ اس طرح

قلوب کی اصلاح

ہوتی اور مومن اور منافق میں تمیز ہو جاتی ہے۔ پس میں پھر ایک دفعہ

جماعت کو توجہ

دلاتا ہوں کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اگر کوئی ہم میں سے اپنے دشمنوں سے لڑنا چاہے تو اسے چاہئیے کہ سچائی کی تلوار سے کر لڑے اور یہ نہیں سمجھنا چاہئیے کہ وہ لڑائی جو ہم میں اور ہمارے مخالفوں میں جاری ہے ختم ہو گئی۔ یہ ختم نہیں ہو سکتی اور نہ ہو گی بلکہ یہ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ

سچ اور جھوٹ میں سے ایک قربانگاہ پر

نہیں چڑھایا جاتا۔ یہ شیطان اور رحمٰن کی آخری جنگ ہے۔ یہ اٹلی اور ابی سینیا کی جنگ نہیں کہ جب جی چاہا صلح کر لی اور جس وقت خیال اٹھا لڑائی شروع کر دی۔ نہ یہ جرمن اور انگریز کی جنگ ہے کہ اس کا ختم کرنا انسانی طاقتوں میں ہو بلکہ یہ

رحمانی فوجوں کی شیطانی لشکر کے ساتھ آخری جنگ

ہے۔ اس جنگ میں نہ خدا دم لے سکتا ہے جب تک کہ شیطان کو شکست نہ دے اور نہ شیطان دم لے سکتا ہے جب تک کہ رحمانی فوجوں کو پسپا نہ کر دے۔ مگر جیسا کہ پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے آخر رحمانی فوج کو ہی غلبہ ہے۔ شیطان ہمیشہ کے لئے شکست کھائے گا اور اس کی فوجوں کو پسپا کر دیا جائے گا۔ پس دوستوں کو یہ نہیں سمجھنا چاہئیے کہ یہ احرار جنگ کر رہے ہیں احرار تو صرف

شیطان کا ایک ہتھیار

ہیں۔ جس سے وہ اس وقت کام لے رہا ہے اور اسی طرح کے اس کے اور کئی ہتھیار ہیں شیطانی طاقتیں اس وقت چاہتی ہیں کہ دنیا سے اسلام کو مٹا دیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز کو دنیا سے نابود کر [illegible] نہیں چاہتا کہ ایسا ہونے دے۔

یابی اللہ الا ان یتم نورہ

خدا اس وقت ہر بات سے انکار کر رہا ہے سوائے اس کے کہ اپنے نور کو کامل کر دے۔ اسی خدا نے اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس بات کا پھر اعلان کیا ہے۔ کہ میں اپنے نور کو قائم کروں گا اور شیطان کی

کچلیوں کو توڑ دونگا

پس آج خدا چاہتا ہے کہ وہ اپنے نور کو کامل کرے۔ وہ چاہتا ہے۔ کہ

شیطنت کی کچلیاں

توڑ ڈالے۔ مگر شیطنت دنیا سے کس طرح کچلی جا سکتی ہے۔ جب خود ہمارے اندر شیطنت موجود ہو۔

پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ دنیا سے جھوٹ اور دغا بازی کو کچل دیں۔

اور شیطان کی کچلیوں کو ہمیشہ کے لئے توڑ دیں۔ تو اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ پہلے ہمارے اندر نیکی اور تقوی پیدا ہو۔ اور ابتلاؤں سے ہم گھبرائیں نہیں۔

دیکھو جب ہوا آتی ہے۔ تو وہ یکساں طور پر نہیں چلتی۔ پہلے ایک جھونکا آتا ہے اور وہ معمولی ہوتا ہے۔ اس کے بعد سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ آندھی بند ہو گئی اس کے بعد پھر ایک جھونکا آتا ہے۔ اور وہ پہلے سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ پھر سکون ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ہوا ہر دفعہ کے سکون کے بعد زیادہ تیزی سے آتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ انسان سمجھتا ہے۔ اب

چھتیں اُڑ جائینگی اور دیواریں ٹوٹ جائینگی

مگر پھر طوفان میں کمی آنے لگتی ہے۔ اور آہستہ آہستہ آندھی ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ابتلاؤں کا بھی سلسلہ ہے۔ وہ بھی آہستہ آہستہ اُٹھتے اور آخر شدت اختیار کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہانتک کہ مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ اور ان میں کمی آنی شروع ہو جاتی ہے۔ مگر

بغیر مقصد کے پورا ہونیکے انمیں کمی نہیں آسکتی

اور یہ سلسلہ ابتلاء اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتا جب تک کہ شیطان اپنی پوری طاقت خرچ نہ کرلے اور ہر قسم کے حربوں سے کام لیکر ناکام نہ ہو چکے ممکن ہے۔

احرار کا ہتھیار

اگر کُند ہو جائے۔ تو شیطان اپنے لئے کوئی اور ہتھیار اختیار کرے۔ مگر یہ جنگ اس وقت تک جاری رہے گی۔ جب تک کہ خدا کی طرف سے جو چیلنج ملا ہے۔ اس کے نتیجہ میں شیطانی طاقت دنیا سے مٹ نہ جائے۔ اور وہ رحمانی فوجوں کے آگے اپنے ہتھیار نہ ڈال دے۔ اگر تم

بدیوں کی فہرست

گنو۔ تو دن رات میں گناہوں اور بدیوں کے نام بھی پوری طرح گن نہیں سکو گے۔ جب شیطانی جال اس قدر وسیع طور پر دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ تو کیا تم خیال کرتے ہو۔ کہ تم معمولی معمولی قربانیوں سے اس جال کو توڑ سکو گے جب تک تم

کامل قربانی اور ایثار

نہ دکھاؤ گے۔ اور ہر قسم کے خطرات کو برداشت کرتے ہوئے خدا تعالی کی آواز دنیا کے کانوں تک نہیں پہونچاؤ گے۔ اسوقت تک کامیابی نہیں آسکتی۔

پس کبھی مت خیال کرو۔ کہ معمولی معمولی قربانیوں سے تم اپنے کام کو ختم کر سکو گے۔ تمہیں اس راہ میں اپنی عزتیں قربان کرنی پڑیں گی۔ وجاہتیں قربان کرنی پڑیں گی۔ اموال قربان کرنے پڑینگے۔ جانیں قربان کرنی پڑینگی۔ اور

ہر عزیز سے عزیز چیز

اس راہ میں لٹا دینی ہوگی۔ تب وُہ نتیجہ نکلیگا جس کے تم خواہشمند ہو۔ مگر یہ نہ سمجھو کہ پھر تمہیں آرام مل جائیگا۔ اور تمہارے لئے کوئی کام نہیں رہیگا۔ میں حیران ہوتا ہوں۔ جب میں دیکھتا ہوں۔ کہ لوگ آرام کا کس قدر غلط مفہوم سمجھے بیٹھے ہیں اسی سورۃ میں اللہ تعالےٰ

آرام کی تعریف

کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ فاذا فرغت فانصب اے رسول جب تم اس جنگ سے فارغ ہو جاؤ۔ تو آرام تم نے پھر بھی نہیں کرنا بلکہ فانصب پھر خوب محنت کرنا اور جدوجہد سے کام لینا پس اسلام نے آرام کے معنے زیادہ کام اور زیادہ جدوجہد کرنے کے لئے ہیں۔ اور اسلام کا نقطۂ نگاہ یہ ہے۔ کہ جتنا زیادہ کوئی شخص جدوجہد کریگا۔ اُتنا زیادہ وہ اپنے دل میں آرام محسوس کریگا۔ اس نقطۂ نگاہ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے مسلمانوں نے

بہت سی ٹھوکریں

کھائی ہیں۔ یہ مضمون چونکہ بہت وسیع ہے اس لئے میں اس وقت اس پر بحث کرنا نہیں چاہتا میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ آرام کی غلط تعریف لوگ کرتے ہیں۔ اور اس طرح بارگاہ الہٰی سے راندے جاتے ہیں۔ مومن کے نزدیک آرام کے معنے ہی یہ ہیں۔ کہ وہ پہلے ..... سے زیادہ کام کرے۔ اور خوب محنت سے کرے۔

اسلام کے نزدیک آرام منزلِ مقصود نہیں

جس کے لئے انسان جدوجہد کرتا ہے بلکہ صحیح کوشش کے ساتھ ساتھ پیدا ہونیوالی حس کا نام ہے۔

چنانچہ یہاں اسی مفہوم کو بیان کیا گیا ہے کہ ہم نے تمہیں حکم دیا۔

شیطان سے لڑو اور خوب لڑو

تم نے لڑائی کی۔ اور فتح حاصل کی۔ آؤ اب اور زیادہ زور سے ہماری طرف دوڑو کیونکہ تمہارے لئے یہی حکم ہے۔ کہ جب تم فارغ ہو جاؤ۔ تو زیادہ کوشش اور مستعدی سے خدا تعالی کی طرف دوڑو۔ پس مومن کے لئے اس قسم کا آرام کہاں آیا۔ جسے دُنیا آرام کہتی ہے۔ مجھے اس جگہ پر

ایک لطیفہ

یاد آگیا۔ مولوی برہان الدین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے نہایت مخلص صحابی تھے۔ اور نہایت خوش مذاق آدمی تھے انہی کی وفات اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی وفات کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو

مدرسہ احمدیہ کے قیام کا خیال

پیدا ہوا۔ وہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے پاس آئے۔ اور ذکر کیا۔ کہ میں نے خواب میں اپنی فوت شدہ ہمشیرہ کو دیکھا ہے۔ کہ وہ مجھ سے ملی ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا۔ کہ بہن بتاؤ۔ وہاں تمہارا کیا حال ہے وہ کہنے لگی۔ خدا نے بڑا فضل کیا۔ مجھے اس نے بخش دیا۔ اور اب میں جنت میں آرام سے رہتی ہوں۔ میں نے پوچھا کہ بہن وہاں کرتی کیا ہو۔ وہ کہنے لگی۔

بیر بیچتی ہوں

مولوی برہان الدین صاحب کہنے لگے میں نے کہا۔ بہین ساڈی قسمت بھی عجیب ہے ساتوں جنت وچ بھی بیر ہی ویچنے پئے" ان کے خاندان میں چونکہ غربت تھی۔ اس لئے خواب میں بھی ان کا خیال ادھر ہی گیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ رویا سنکر فرمایا۔ مولوی صاحب اس کی تعبیر تو اور ہے مگر خواب میں بھی آپ کو تمسخر ہی سوجھا۔ اور مذاق کرنا نہ بھولا۔ بیر در حقیقت

جنتی پھل

ہے۔ اور اس سے مراد ایسی کامل محبت ہوتی ہے جو لازوال ہو۔ کیونکہ سدرہ لازوال الہٰی محبت کا مقام ہے۔ پس اس کی تعبیر یہ تھی۔ کہ میں

اللہ تعالےٰ کی لازوال محبت

لوگوں میں تقسیم کرتی ہوں۔ غرض مومن تو کسی جگہ رہے۔ اسے کام کرنا پڑے گا۔ اور اگر کسی وقت کسی کے ذہن میں یہ آیا۔ کہ اب آرام کا وقت ہے۔ تو اس کے یہ معنے ہونگے۔ کہ اس نے اپنے ایمان کو کھو دیا۔ کیونکہ جس بات کو اسلام نے ایمان اور آرام قرار دیا ہے۔ وہ تو کام کرنا ہے۔ اللہ تعالےٰ صاف طور پر فرماتا ہے۔ فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب۔ جب تم فارغ ہو جاؤ تو اور زیادہ محنت کرو۔ اور اپنے رب کی طرف دوڑ پڑو۔

یہ نکتہ ہے۔ جسے ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے۔ تمہارے لئے ان معنوں میں کوئی آرام نہیں جسے دنیا کے لوگ آرام کہتے ہیں۔ لیکن جن معنوں میں قرآن کریم

آرام کا وعدہ

کرتا ہے۔ اُسے تم آسانی سے حاصل کر سکتے ہو۔ دنیا جن معنوں میں آرام کا مطلب لیتی ہے۔ وہ یقیناً غلط ہیں۔ اور ان معنوں سے جس شخص نے آرام کی تلاش کی۔ وہ اس جہان میں بھی اندھا رہیگا اور آخرت میں بھی اندھا اٹھیگا۔ تم خدا تعالی کی طرف دیکھو۔ اس نے آرام پیدا کیا۔ مگر کیا وہ خود بھی آرام کیا کرتا ہے۔ اس کے متعلق تو آتا ہے۔ کہ

لاتاخذہٗ سنۃٌ ولا نوم

اسے نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ۔ کوئی بیوقوف تھا۔ اس نے جب یہ آیت پڑھی۔ تو کہنے لگا۔ اللہ میاں تو بڑے دکھ میں ہوگا۔ اسے نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ۔ مگر جب تم خدا کے متعلق یہ تسلیم کرتے ہو۔ کہ وہ نہ سوتا ہے۔ نہ اُونگھتا تو کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ خدا نعوذ باللہ دُکھ میں ہے۔ اگر نہیں تو پھر جب تم بھی

خدا کی مانند

ہونا چاہتے ہو۔ تو کس طرح ممکن ہے۔ کہ تم لو۔ کہ تمہارے لئے آرام کا زمانہ اس طرح آسکتا ہے۔ کہ تم قربانی اور خدمت سے بچ جاؤ۔ جب خدا کا مثیل بنی آدم کو بنانے کے لئے خدا تعالےٰ کے انبیاء دُنیا میں آتے رہے۔ اس خدا کے متعلق تو قرآن مجید نے صاف طور پر بتا دیا ہے۔ کہ وہ نہ سوتا ہے۔ نہ اونگھتا۔ اور چونکہ

تمہارا کام بھی یہی ہے کہ تم خدا نما بنو

اور اس کے مظہر کامل کہلاؤ۔ تو جس طرح خدا کے لئے کوئی نیند نہیں۔ اس کے لئے کوئی اونگھ غفلت اور سستی نہیں۔ اسی طرح تمہارے اندر بھی نہ نیند ہو۔ نہ اُونگھ نہ سستی نہ غفلت۔ اس کے مقابلہ میں شیطان کا یہ کام ہے۔ کہ وہ سوتا ہے اور اونگھتا ہے لیکن خدا تو وہ ہے جو نہ سوتا ہے نہ اونگھتا پس اگر تم حقیقی آرام چاہتے ہو تو آرام کے معنے سمجھو اور یاد رکھو کہ آرام کے یہی معنے ہیں کہ جس طرح خدا اپنی مخلوق کی خیر خواہی اور بھلائی میں ہر وقت لگا رہتا ہے۔ اسی طرح مومن کو بھی چاہیئے۔ کہ وہ ہر وقت

بنی نوع انسان کی بھلائی اور بہبودی

کے کاموں میں مصروف رہے۔ کیونکہ جتنا زیادہ کسی کو اللہ تعالی کی اطاعت اور فرمانبرداری کریگا۔۔

حکومتِ پنجاب اور احرار

انگلستان میں احرار کی فتنہ انگیزیاں کس نظر سے دیکھی جا رہی ہیں

ایک برطانی نومسلم کا اظہارِ خیالات

معزز معاصر "سن رائز" لاہور ۱۲ - اکتوبر ۱۹۳۵ء میں ایک انگریز نومسلم کی طرف سے مراسلہ شائع ہوا ہے۔ جس سے ہمارے برطانی نومسلم بھائیوں کا جماعت احمدیہ کے ساتھ جہاں اخلاص اور والہانہ وابستگی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ وہاں اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے۔ کہ وہ احرار کے جماعت احمدیہ پر مظالم اور اس معاملہ میں حکومت پنجاب کی بے اعتنائی اور غفلت کو کس شدت کے ساتھ محسوس کر رہے ہیں۔ مذکورہ بالا مراسلہ کا ترجمہ ذیل میں دیا جاتا ہے:۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین جن کی اپنی زندگیاں اُس مامور من اللہ کی بے مثل پاکیزہ اور عظیم المرتبت زندگی کے سامنے عرقِ خجالت و ندامت میں ڈوبی ہوئی نظر آتی ہیں۔ جہاں آپ کے خلاف نفرت و حقارت پھیلانے میں پیش پیش ہیں وہاں اس امر کا اقرار کرنے سے گریز کر رہے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کے خلاف ان کی متشددانہ کارروائیاں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور آپ کے موجودہ جانشین حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پر ان کے ناواجب اور رکیک حملے صداقت احمدیت کو آفتاب عالمتاب کی طرح عالم آشکارا کرتے ہوئے ان کے احمدیت کو کچل دینے کے ادعائے باطل پر ذلت و ناکامی کی مہر ثبت کر رہے ہیں۔

آج تک جو واقعات گزر چکے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ احرار اور دوسرے معاندین احمدیت نے ہمیشہ اپنی تقریروں میں جماعت احمدیہ کے خلاف شرمناک اتہام طرازی اور گندہ دہنی سے کام لیا ہے۔ لیکن ان کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ نے بالعموم خاموشی کی راہ اختیار کی۔ اور اپنے جذبات کو صحیح اسلامی طریق پر قابو میں رکھا۔ مخالفین کی طرف سے انتہائی اشتعال انگیز اور منافرانہ پمفلٹ اور ٹریکٹ شائع کئے گئے لیکن احمدیوں کی طرف سے ان کے جوابات نہایت متانت اور سنجیدگی کے ساتھ علمی رنگ میں دیئے [illegible] نے تشدد آمیز کارروائیاں کیں۔ بے حد اشتعال انگیزیاں کیں۔ احمدیوں پر حملے کئے۔ ایسے ایسے کارٹون شائع کئے جن سے ان کا مقصد خرمنِ امن کو برباد کرنے کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ اور سب لوگ جانتے ہیں۔ کہ گزشتہ چند سال کے دوران میں پنجاب اور دوسرے مقامات میں احرار نے کیا کیا گل کھلائے ہیں۔ مگر احمدیوں نے اپنے پیارے امام کے ارشادات کے ماتحت ان کے ہر حملہ۔ ہر بدزبانی۔ ہر شرارت۔ ہر افتراء اور ہر اشتعال انگیزی کا آئینی ذرائع سے مقابلہ کیا۔ اور یہ مدافعت ہمیشہ قانون کے حدود کے اندر رہی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ گورنمنٹ نے احرار کے فتنہ کی سرکوبی کے لئے عدم جرأت سے کام لیا۔ اور سمجھ لیا۔ کہ اس کے لئے یہی بہتر ہے۔ کہ جاہل لوگوں کی بے اعتنایانہ تائید جاری رکھی جائے۔ اور ہندو مسلمانوں اور سکھوں کی ایک خوشامد پسند جماعت کے مبالغہ آمیز تملق اور چاپلوسی کو ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔ کیونکہ اس کے نزدیک صوبہ میں جماعت احمدیہ پر مخالفین کے جسمانی۔ اور تحریری حملوں کی پوری پوری روک تھام باوجود اس کے کہ وہ حملے خلافِ قانون اور خطرناک ثابت ہو چکے تھے۔ اس کے لئے فائدہ مند نہیں تھی۔

گورنمنٹ اس وقت نہایت شش و پنج میں پڑی ہوئی ہے۔ مگر انجام کار اسے دو راستوں میں سے ایک راہ اختیار کرنا پڑے گی۔ یعنی یا تو اسے تعلیم احمدیت کی پُر امن اشاعت کو جاری رہنے دینا ہوگا۔ وہ تعلیم جس کی ایک عرصۂ دراز سے اشاعت ہو رہی ہے۔ اور جس نے حکومت کی وفاداری کی تلقین کرتے ہوئے ہر قسم کے تشدد۔ اور قانون شکنی کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اور جسے پیش کرنے والی ایک ایسی منظم اور مخلص جماعت ہے جس کی سیادت ایک بے مثال قابلیت کی شخصیت کے ہاتھوں میں ہے۔ یا اسے اپنی آنکھیں بند رکھتے ہوئے ایک ایسی اسلامی جماعت کے تعاون سے محروم ہونا پڑے گا۔ جو پنجاب اور دیگر مقامات میں بلحاظ اپنی نوعیت کے ایک یگانہ جماعت ہے۔

موخر الذکر رویہ اگرچہ احمدیوں کے لئے افسوسناک ہوگا۔ تاہم وہ انہیں کسی کارروائی کرنے پر آمادہ [illegible] جو اس کے مخالفین کے لئے [illegible] بن سکے۔ بہت لوگ خیال کر[illegible] جماعت احمدیہ کو انتہائی اشتعال دلایا [illegible] تو وہ اسلامی احکام کی قیود کو توڑنے کے لئے آمادہ ہو جائے گی۔ اور معاندین سے غیر آئینی رنگ میں انتقام لینے پر اتر آئیگی لیکن یہ خیال حقیقت سے بہت دور ہے جماعت احمدیہ نے اسلامی طریقوں پر چل کر بہت کامیابی حاصل کی ہے۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی اسی طرح کامیابی حاصل کرے گی۔ کیونکہ اسے یقین ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کی مشکلات اور ابتلاؤں سے بھی زیادہ شدید مصائب و نوائب اس کی کامیابی کا زینہ ہوں گے بشرطیکہ وہ قرآن کریم کی تعلیم۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت پر کاربند رہے۔

حکومت کی پوزیشن اور بھی زیادہ حیران کن ہو جاتی ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہ تائید جو اُسے احرار سے اور احرار کو اس سے حاصل ہے۔ خالص ڈپلومیسی پر مبنی ہے ایک موقعہ آئے گا۔ جب دونوں کو ایک دوسرے سے قطع تعلق کرنا ہوگا۔ ایسے وقت پر لامحالہ احرار حکومت کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ اور اسے بھی ان کی تائید سے دستکش ہونا پڑے گا۔

انگریز قوم اپنے وقار کا دوسروں کی طرح بہت زیادہ پاس کرتی ہے۔ گزشتہ چند ماہ میں پنجاب گورنمنٹ نے احرار کے معاملے میں جو کمزوری دکھائی ہے۔ اس کا انگلستان کی مختلف سوسائٹیوں اور سیاسی اداروں پر بہت بُرا اثر پڑا ہے۔ اگر حکومت پنجاب نے دوست اور دشمن میں تمیز نہ کی۔ تو کوئی عجب نہیں۔ اگر چند سال کے عرصہ میں صوبہ کا نظم و نسق اس زہر سے جو اس عرصہ میں اس کی رگوں میں سرایت کرتا رہے گا مختل ہو کر رہ جائے۔

یہ امر ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کسی صورت میں بھی خسارے میں نہیں رہے گی۔ گورنمنٹ کم از کم آتنا ضرور جانتی ہے۔ کہ حکومت کے متعلق اسلام کی تعلیم کیا ہے۔ اور اسے یہ بھی علم ہے۔ کہ کس طرح جماعت احمدیہ کا تعاون حاصل کیا جا سکتا ہے وہ جانتی ہے۔ کہ احمدی اپنے امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی (ایدہ اللہ تعالےٰ) کی راہ نمائی میں آئین کی خلاف ورزی نہیں کریں گے۔ کیونکہ قانون شکنی قطعاً غیر اسلامی فعل ہے۔

اندریں حالات حکومت کے لئے کسی قسم کے عذر یا شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ اس معاملہ میں جماعت احمدیہ کی پالیسی گورنمنٹ کی پالیسی کی طرح واضح اور معین ہے۔

مختصراً یہی کہا جا سکتا ہے۔ کہ اگر ایسے واقعات انگلستان میں وقوع پذیر ہوتے جو احرار کی وجہ سے پنجاب میں ہوئے۔ تو احرار اس حد تک بڑھنے نہ پاتے۔ یہاں کسی ایسے اجتماع میں بھی جو اثر نہ قبول کرنے والا۔ اور بے اعتنائی برتنے والا ہو۔ ان کی نرم سے نرم تقریریں قوانین بغاوت کی زد میں آ کر انہیں کیفرِ کردار کو پہونچا دیتیں۔ ان کی گندہ دہانی انہیں مالی منفعت سے محروم کرنے کے علاوہ کئی سال کے لئے آزادی سے بھی محروم کر دیتی۔ مگر اس وقت ہم جس نتیجہ پر پہونچے ہیں۔ وہ یہی ہے کہ پنجاب میں ہر شخص جو احمدی نہیں ہے۔ جماعت احمدیہ کے خلاف جو چاہے کر سکتا ہے۔

مسجد شہید گنج — اور — جنگ سرحد (ہزارہ)

از ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس لاہور

اب یہ بات پردہ راز میں نہیں رہی۔ کہ سرحد ہزارہ پر جنگ انہی واقعات کی گونج تھی۔ جو گذشتہ مہینوں میں لاہور میں مسجد شہید گنج اور مزار حضرت شاہ کاکو کے انہدام اور دہلی دروازہ لاہور کے باہر مسلمانوں پر گولی برسائی جانے کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ حکومت سرحد نے ابتداءً خیال کیا تھا۔ کہ سرحد ہزارہ پر حملہ اس کاوش کا نتیجہ ہے۔ جو حضرت سید احمد بریلوی اور دیگر مسلم مجاہدین اور سکھوں کے درمیان پیدا ہوئی تھی۔ جیسا کہ حکومت سرحد نے اس تحریر میں جو شروع ستمبر میں شملہ یا گلی سے شائع کی تھی ظاہر کیا۔ مگر مابعد پنجاب گورنمنٹ نے وسط ستمبر میں شملہ سے جو اعلان کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سرحدی شورش لاہور کے تازہ واقعات کا نتیجہ تھی:

سرحدی ہندوؤں کی بجائے مسلمانوں کی ...

حالات حاضرہ سے بادی النظر میں تو واقعی یہ ... سمجھا جاتا تھا۔ کہ سرحدی شورش وہاں کے ہندو مسلمانوں کی باہمی کشیدگی کا نتیجہ تھی۔ مگر اس حملہ کے نتیجہ میں جو صواتی قبائل نے شروع کیا یہ بات روز روشن کی طرح صاف ہے۔ کہ اس علاقہ میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات ایسے خوشگوار اور برادرانہ ہیں۔ جیسے ہونے چاہئیں۔ اگرچہ حملہ سکھوں کے گردوارہ پر تھا۔ اور اس جذبہ کے تحت ہوا تھا۔ جو سکھوں کے ہاتھوں لاہور کی مسجد گرانے سے پیدا ہوا تھا۔ ہندوؤں اور سکھوں کی آبادی سرحد میں صرف پانچ فی صدی ہے۔ اگر سرحدی مسلمان چاہتے۔ تو ہندوؤں اور سکھوں کے لئے بہت مشکلات پیدا کر دیتے۔ خصوصاً جب قبائل سرحد ان کی پشت پر ہوں۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ مسلمان اپنے سکھ بھائیوں کے گوردوارہ کی حفاظت کے لئے کھڑے ہو گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ گوردوارہ کی ایک اینٹ کو بھی کوئی ہاتھ نہ لگا سکا ٹبل کی اس جنگ میں جو بارہ آدمی شہید ہوئے۔ ان میں گیارہ مسلمان ہیں۔ اور صرف ایک ہندو۔

ان اعداد سے یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ سرحد میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات نہایت برادرانہ اور خوشگوار ہیں:

دو ٹبل رئیس مارے گئے

ٹبل ضلع ہزارہ کا آخری سرحدی مقام ہے جو خود مختار علاقہ سے ملحق ہے۔ اور باشندگان ٹبل دوسرے صواتیوں کی طرح یوسف زئی ہیں۔ اور حملہ آوروں سے ان کا خون کا رشتہ ہے۔ باوجود اس قدر قرابت کے جو کہ ان میں تھی۔ حاجی محمد حسین خان رئیس ٹبل مع اپنے آدمیوں کے سکھوں کے گوردوارہ کی حفاظت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ حاجی صاحب موصوف جو ایک ضعیف العمر ... تھے۔ اپنے بھتیجے محمد یعقوب خان ... حملہ آوروں کے ہاتھوں اس لڑائی میں مارے گئے۔ مگر حملہ آوروں کے اکیس آدمی گرفتار کر کے انگریزوں کے حوالے کر دیئے۔ ان کا یہ فعل رضاکارانہ تھا۔ اور یہ امر مسلم ہے۔ کہ ان کے ساتھ انگریزوں کی امداد نہ تھی۔

سرحدی ہندو اور سکھ

سرحدی مسلمان خصوصاً آزاد قبائل ہندو اور سکھوں کے ساتھ کسی قسم کی غیریت نہیں رکھتے۔ بلکہ ہندوؤں اور سکھوں کو اپنے ہی میں سے سمجھتے ہیں۔ مجھے چوبیس سال کا اس علاقہ کا تجربہ ہے۔ اس کی بنا پر میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ وہ بھائیوں کی طرح رہتے ہیں۔ مسلمان ایک بہادر اور فیاض قوم ہے۔ انہوں نے کبھی اپنی ہمسایہ اقلیت کو ایذا دینے کا خیال تک نہیں کیا۔ بلکہ وہ ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ اسلامی مساوات کا سلوک کرتے ہیں۔ اور مسلم و غیر مسلم کی کوئی تمیز نہیں کرتے:

میں نواب سر محمد زمان خان صاحب والئے ریاست انب کے ہاں مہمان رہا ہوں۔ اور مجھے ملک غلام احمد خان رئیس چوراہ کے ساتھ بھی آفریدی علاقہ میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے اور تنگی تک جو تیراہ سطح مرتفع کے نیچے ہے گیا ہوں۔ اس طرح مجھے سرحدی قبائل کے حالات کا مطالعہ کرنے کا کافی موقعہ ملا ہے میں اپنے ذاتی تجربہ پر یہ کہنے کا حق رکھتا ہوں۔ کہ وہاں ہندو مسلمانوں کے تعلقات نہایت ہی دوستانہ ہیں۔ خود مختار علاقہ میں ان تعلقات کے خوشگوار ہونے کی حالت یہ ہے۔ کہ تن تنہا غیر مسلح ہندو یا سکھ ان کی بستیوں میں بے خوف و خطر تجارت کرتے پھرتے ہیں۔ اور کسی کی مجال نہیں جو ان کی طرف انگلی بھی اٹھا سکے۔ رئیس علاقہ ... ہندو دکانداروں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور ہندوؤں کے ہاتھ میں وہاں کی کل تجارت ہے۔ ان رؤسا میں بعض اوقات باہمی جنگ و جدال ہو جاتی ہے۔ اور بعض مرتبہ اس کی تہ میں کسی ہندو یا سکھ کی حمایت ہوتی ہے:

سرحدی ہندو اور مسجد شہید گنج

چونکہ سرحدی مسلمانوں کا سلوک سکھوں اور ہندوؤں کے ساتھ نہایت فیاضانہ ہے۔ اس لئے لاہور کی مسجد گرانے کے مذموم فعل پر سرحدی سکھوں نے بہت برا منایا۔ ان کو سرحدی مسلمانوں کے ہاتھوں نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہوا۔ کیونکہ ان کے پنجابی بھائیوں نے مسلمانوں کے قلوب کو مجروح کیا۔ اور یہ بھی امر واقعہ ہے۔ کہ سرحدی علاقہ کے سکھوں نے پنجاب کے سکھوں کے نام اخبارات میں ایک اپیل شائع کی۔ کہ وہ مسجد مسلمانوں کو واپس دے دیں:

تاریخ سرحد کا ایک ورق

یہ قیاس کر لینا غلطی ہے۔ کہ اس حصہ سرحد کے مسلمانوں میں وہ شجاعت نہیں۔ جو مہمند آفریدی اور وزیری قبائل کا طرۂ امتیاز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ لوگ اپنے دیگر پٹھان قبیلوں سے بھی بڑھ چڑھ کر مذہبی جوش رکھتے ہیں۔ سرحد میں یہی لوگ تھے۔ جنہوں نے سکھوں اور انگریزوں کا متعدد بار مقابلہ کیا۔ سکھوں کی حکومت اور انگریزوں کی اوائل عملداری میں ان ہی لوگوں نے ہندوستانی مہاجرین کو پناہ دی تھی۔ اس وقت بھی مہاجرین کی ایک بستی یوسف زئی خود مختار علاقہ میں اور دوسری مہمند علاقہ میں بمقام چمرقند موجود ہے۔ اس سرحد پر انگریزوں کو جو پہلی لڑائی لڑنی پڑی۔ وہ یوسف زئی قبائل کے ہی خلاف تھی۔ اور خود مختار علاقہ کے مقام ستانہ (جو سندھ کے کنارے واقعہ ہے) پر ۱۸۵۸ء میں ہوئی تھی۔

پھر ۱۸۶۳ء میں دوسری لڑائی بمقام امبیلہ ہوئی۔ جو یوسف زئی قبائل کا مرکز ہے ۱۸۹۴ء میں جب ملاکنڈ پر قبضہ کیا گیا اس وقت یوسف زئی اور صواتی اقوام سے انگریزوں کی ایک اور جنگ ہوئی۔ ۱۸۹۷ء میں صوات اور بنیر پر لڑائیاں ہوئیں۔ یہ وہ وقت تھا۔ جب ملا ہڈی نے مہمندوں کو انگریزوں کے خلاف اکسایا۔ اور شبقدر کے مقام پر لڑائی ہوئی۔ یہ لڑائی بہت اہم تھی۔ اس میں آفریدی مہمند وزیری سب قبائل شامل تھے۔ یعنی تمام سرحد کے خلاف انگریزوں کا مقابلہ تھا۔ اس کے بعد انگریزوں سے چھوٹی چھوٹی لڑائیاں اکثر ہوتی رہیں مگر ۱۸۹۷ء کے بعد ہزارہ سرحد قریباً خاموش رہی۔ میری رائے میں اس امن کی وجہ بہت حد تک نواب صاحب والئے ریاست امب کا اثر و رسوخ ہے۔ اور اس کے بعد والئے ریاست صوات کا۔

سکھوں کے لئے لمحہ فکریہ

سکھ لیڈروں اور عوام کو اب غور کرنا چاہیئے۔ کہ مسجد شہید گنج کو گرا کر انہوں نے کیا حاصل کیا؟ اور کیا کچھ کھویا؟ یہ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ مسجد کو گرا کر انہوں نے ایک قطعہ اراضی کو حاصل کیا۔ جس پر وہ گوردوارہ بنانا چاہتے ہیں۔ مگر انہوں نے افغانستان سے لے کر رنگون اور راس کماری تک کے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو زخمی کیا ہے

جیسا کہ اس بے مثال مظاہرہ سے جو ۲۰ ستمبر کو طول و عرض ہند میں کیا گیا۔ ظاہر ہے۔ گوردوارہ وہ کسی دوسری جگہ بھی بنا سکتے ہیں۔ اور اس طرح ملک بھر کے مسلمانوں کے دل زخمی کرنے کے جرم سے بچ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ مسلمانوں ہندوؤں اور سکھوں کے درمیان بدقسمتی سے جو نا اتفاقی کی خلیج وسیع ہو گئی ہے۔ اور اگر مسلمانوں کی جائز شکایات کو رفع کرنے کی کوشش نہ کی گئی۔ تو یہ خلیج دو بڑی قوموں کے درمیان اور بھی بڑھ جائے گی۔ اور جدید ریفارمز کے ماتحت ملک کے جس قدر ترقی کرنے کی امید تھی۔ اس کے راستہ میں بھی شدید رکاوٹ پیدا ہو جائے گی۔

قاضی کی عدالت یا مسجد

سکھوں کے اس فعل کو جائز قرار دینے کے لئے گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے۔ کہ عمارت مسجد نہ تھی۔ بلکہ قاضی کی عدالت تھی۔ اور اس کے نیچے سکھ مقتولین کی ہڈیاں مدفون تھیں۔ اس واسطے سکھ قوم اس کو گرا کر اس جگہ پر قبضہ کرنے میں حق بجانب ہے اس قسم کی توجیہ کو اصل واقعہ سے بُعد المشرقین ہے یہ دلیل اسلامی اصول اور احترام مساجد و معابد کی ناواقفیت کی بناء پر ہے ۸ جولائی تک عمارت مسجد تھی۔ اور ہر ایک شخص کو جسے کبھی بھی مسلمانوں کی عبادتگاہ دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے وہ سوائے مسجد کے اس کو اور کچھ نہیں سمجھ سکتا۔ مسجد کے گرائے جانے کے بعد بھی محراب (جہاں امام کھڑا ہو کر نماز پڑھاتا ہے) کا بنیادی نشان موجود تھا۔ جب سکھوں نے چار دیواری بنانی شروع کی۔ تو محراب کو بنیاد سے ہٹا دیا گیا۔ بالفاظ دیگر مسجد کا یہ آخری ثبوت آج سے چند یوم قبل تک موجود تھا۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ کا نامہ نگار مستند تواریخ کے حوالوں سے بیان کر چکا ہے کہ قاضی کی عدالت دارا کے چوک میں تھی۔ اور چوک مسجد میں نہیں تھا۔ بلکہ مسجد کی مشرقی جانب تھا۔ اور سکھ جو لوٹ مار کے جرم میں ماخوذ تھے۔ ہندو وزیر کے حکم سے مارے گئے تھے۔ یہاں یہ ذکر کر دینا ضروری ہے۔ کہ اس واقعہ سے قریباً دو صدیاں قبل مسجد موجود تھی اور یہ قیاس کر لینا کہ مسجد مقتول سکھوں کی ہڈیوں پر بنی تھی۔ ایک فاش تاریخی غلطی ہے اگر صحن مسجد میں قاضی عدالت کرتے بھی ہوں تو ہر ایک شخص جانتا ہے۔ کہ اسلامی تعلیم کے ماتحت مسجد میں اس قسم کے افعال قتل سخت ممنوع ہیں۔ مسجد اللہ تعالےٰ کی عبادت کا مقام ہے۔ اور کوئی مسلمان کسی حالت میں بھی اس بات کو گوارا نہیں کر سکتا۔ کہ مسجد کا پاک فرش کسی قسم کے خون سے آلودہ کیا جائے۔ ان واقعات کی موجودگی میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ کہ مسجد منہدمہ فی الواقعہ مسجد ہی تھی اس لئے مناسب ہوگا۔ کہ سکھ خود بخود مسجد کی جگہ مسلمانوں کے حوالہ کر دیں۔

گورنمنٹ کا فرض

ہر مہذب گورنمنٹ کا فرض ہوتا ہے۔ کہ رعایا میں امن و صلح قائم رکھے۔ مسجد شہید گنج کے انہدام نے ملک بھر کے امن کو بہت حد تک خراب کر دیا ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ ہندو اور سکھوں کے تعلقات نہایت کشیدہ ہو گئے ہیں۔ اور روز بروز بد سے بدتر ہو رہے ہیں۔ گورنمنٹ کا اور ہر صلح پسند انسان کا یہ فرض ہے۔ کہ دو قوموں کے درمیان صلح اور دوستی کو بحال رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے۔ سکھوں کو چاہیئے۔ کہ وہ مسجد خود بخود مسلمانوں کے حوالے کر دیں۔ ورنہ گورنمنٹ کو چاہیئے۔ کہ مسجد کی جگہ کو تا فیصلہ عدالت دیوانی اپنے قبضہ میں لے لے۔ تا کہ اس پر کوئی عمارت تا فیصلہ عدالت نہ بنائی جائے۔ مسجد کو جو کہ عبادتگاہ ہے۔ عام سکنی جائیداد کی طرح تصور کر لینا ایک غلطی ہے۔

تحفظ معابد جملہ مذاہب

ہندوستان بھر کے تمام مسلمانوں کے مجروح جذبات کے مظاہرہ نے جو انہوں نے ۲۰ ستمبر کو کیا۔ بہت سے غیر مسلموں کو جنہوں نے اس نظارہ کو دیکھا مسلمانوں کے جذبہ احترام مساجد کے متعلق حیرت میں ڈال دیا ہے۔ مگر صرف یہی نہیں۔ بلکہ اسلام مسلمانوں پر تمام مذاہب کے معابد کی حفاظت عائد کرتا ہے۔ اس بارے میں قرآن کریم کا حکم ہے۔ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع و بیع و صلوٰت و مسٰجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز۔ (سورۃ ۲۲۔ رکوع ۶) یعنی اگر اللہ تعالےٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ سے نہ ہٹاتا رہتا۔ تو یقیناً راہبوں کی کوٹھڑیاں اور گرجے اور عبادتگاہیں۔ اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے۔ گرا دی جاتیں۔ اور اللہ ضرور ان کی مدد کرے گا۔ جو اس کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ طاقتور غالب ہے۔

جب مسلمان دوسرے مذاہب کے معابد کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ تو قدرتی طور پر دوسرے مذہب والوں سے ایسے ہی سلوک کی توقع رکھتے ہیں۔ مزید برآں قرآن کریم کی رُو سے کسی مذہب کے معبد کی جہاں خدائے واحد کی عبادت کی جاتی ہو۔ بے حرمتی کرنا گناہ عظیم ہے۔ علاوہ ازیں کسی مسجد یا کسی دوسری عبادت گاہ کو بند کر دینا کہ وہاں اللہ کی عبادت نہ کی جائے۔ اس قوم کے مذہبی جذبات کو ٹھکرانا ہے۔ موجودہ حالات کے ماتحت اگر مختلف فرقوں کے مسلمان بیک آواز انہدام مسجد کو غم و غصہ کی نگاہ سے دیکھیں۔ تو وہ حق بجانب ہیں۔ سرحد میں تو خصوصیت سے غم و غصہ کا مظاہرہ ہوا ہے مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ ایبٹ آباد میں ۲۰ ستمبر کے ماتمی جلوس میں وزیر سرحد نواب سر عبد القیوم خان اور خان بہادر قلیچ خان اور دیگر اعلےٰ افسران شامل تھے۔ بٹل کے مقام پر مسلمانوں نے جو قربانیاں کی ہیں۔ وہ پنجاب کے سکھوں کے لئے مسلمانوں کو مسجد واپس کرنے کے لئے مشعل ہدایت ہونی چاہئیں اس طرح وہ دو بڑی قوموں کے باہمی دوستانہ تعلقات کو نہ صرف مضبوط کریں گے۔ بلکہ پنجاب کے علاوہ سرحد پر قیام امن کے موجب ہوں گے۔

حکومت وہ کچھ کر سکتی ہے۔ جو رعایا کے لئے محال ہوتا ہے۔ اب تک حکومت نے مذہبی معاملات میں اپنی طاقت کے استعمال سے اجتناب کیا تھا۔ مگر مسجد شہید گنج کے انہدام میں گورنمنٹ نے اس اصول کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اور گورنمنٹ کے اس رویہ کو مسلمانوں نے اور بہت سے دوسرے لوگوں نے اچھی نظر سے نہیں دیکھا۔ گورنمنٹ کے مفاد کے خلاف ہوگا۔ کہ اپنی آٹھ کروڑ مسلم رعایا کے دلی شکوک کو رفع نہ کرے۔ اور اپنے اثر سے سکھوں کو مسجد کی واپسی کی ترغیب نہ دے۔ اس سے ہز ایکسی لینسی گورنر کی نیک نامی بھی ہوگی۔ اور حکومت کے واسطے مسلمانوں کی وفاداری اور اعتماد بھی برقرار ہوگا۔ اسمبلی میں بھی ایک قانون پاس ہو جانا چاہیئے۔ جس سے جملہ مذاہب کے معابد کی حفاظت ہو سکے۔

حکومتِ مغلیہ سے ایک سبق

مغلوں نے ہندوستان میں تقریباً تین سو سال تک حکومت کی۔ ان کی اعلےٰ تہذیب اور طاقت کے اندازہ کے لئے ان کی بنائی ہوئی عمارات (تاج محل وغیرہ) شاہد ہیں۔ ان کی تمام آمدنی ملک کی بہتری کے لئے صرف ہوتی تھی۔ اور ہندوستان کافی دولتمند ہو چکا تھا۔ انہوں نے ہندوستان کو اپنا وطن بنایا۔ اور اس سے کبھی بھی بے پرواہ نہ ہوئے۔ بایں ہمہ جو کوئی غلط کاری انفرادی طور پر کسی حاکم سے سرزد ہوئی۔ اس کو تاریخ نے اسلامی حکومت کی بدامنی سے نامزد کیا۔ مغلوں کے جانشینوں (انگریزوں) سے جو لغزشیں ہوں گی۔ وہ آئندہ صفحات تاریخ میں عیسائی حکومت کی بدنامی کا موجب ہوں گی۔ پس حکومت کو محتاط رہنا چاہیئے۔ اور سے

سرچشمہ شاید گرفتن بہ بیل
چو پر شد نشاید گذشتن زپیل

کے زریں اصل کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ مجھے امید ہے۔ کہ یہ چند سطور جو ہندوستان کی جملہ اقوام کے ساتھ خیر خواہی اور ہمدردی کا احساس لئے ہوئے لکھی گئی ہیں۔ پیدا شدہ ناخوشگوار خلیج کو پاٹنے میں ممد و معاون ہوں گی

لوکل خریدارانِ الفضل کو ضروری اطلاع

حسب ذیل لوکل خریداران الفضل کا چندہ عرصہ سے ختم ہے۔ اگر ۲۰ اکتوبر تک انکی طرف سے قیمت موصول نہ ہوئی۔ تو مجبوراً حسب قواعد عملدرآمد کرنا پڑیگا یعنی ان کا پرچہ روک دیا جائیگا۔ (مینیجر)

عبدالرحیم صاحب دکاندار	سید ناصر شاہ صاحب
چودھری اللہ داد خانصاحب	مولوی غلام نبی صاحب
شیخ احمد اللہ صاحب	مولوی محمد اسماعیل صاحب مولوی فاضل
عبد الغنی صاحب	چودھری محمد عبد اللہ صاحب
مولوی فضل محمد صاحب	سید صادق علی صاحب
محمد رمضان صاحب نائی	حکیم نظام الدین صاحب
چودھری قمر الدین صاحب	مولوی تاج الدین صاحب مولوی فاضل
مرزا محمد صادق صاحب	شیخ محمد بخش صاحب دکاندار
احمد علی صاحب	سید عبد اللہ صاحب مولوی عبد الاحد صاحب مولوی فاضل

چودھری [illegible] صاحب [illegible]

چندہ تحریک جدید میں عظیم الشان قربانی کرنیوالے مخلصین کی چھٹی فہرست

چندہ تحریک جدید کے متعلق احباب یہ نوٹ فرمالیں۔ کہ عام طور پر ان جماعتوں کی فہرست اخبار میں شائع کی جاتی ہے۔ جن کا وعدہ سو فی صدی پورا ہو جائے۔ یا کم از کم اسی یا نوے فی صدی کے درمیان وصول ہو گیا ہو۔ اور احباب نے یہ اطمینان دلا دیا ہو۔ کہ بقیہ رقم دس یا پندرہ فی صدی انشاء اللہ تعالیٰ تحریک جدید کا مالی سال ختم ہونے سے قبل پوری کر دی جائے گی۔ وعدہ کرنے والے مخلصین سے درخواست ہے۔ کہ براہ مہربانی ۲۲ نومبر ۱۹۳۵ء تک اپنی بقیہ رقم بھیج کر ثواب حاصل کریں۔ خاکسار۔ برکت علی فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

جماعت احمدیہ بھاگلپور و مونگھیر

جماعت بھاگلپور اور مونگھیر کے وعدوں کی فہرست بھجوانے میں مولوی عبد الباقی صاحب ایم۔ اے نے خاص توجہ سے کام کیا۔ اور وصولی میں ان کے ساتھ ابوالخیر حکیم محمد سعید صاحب نے بھی باوجود بیماری خاص دلچسپی لی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ ان احباب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فہرست درج ذیل ہے۔

مولوی علی احمد صاحب ایم اے بھاگلپور -/۲۴۰
ابوالخیر حکیم محمد سعید صاحب 〃 -/۳۰
حضرت مولانا مولوی عبد الماجد صاحب 〃 -/۳۰
مولوی عبد الباقی صاحب بھاگلپور -/۲۰
مولوی محمد احسان الحق صاحب 〃 -/۳۰
مولوی محمد اسماعیل صاحب 〃 -/۳۰
[illegible]الدین صاحب 〃 -/۱۰
ڈاکٹر ظفر حسن صاحب 〃 -/۱۰
مولوی محمد سلیمان صاحب 〃 -/۱۰
مولوی عبد الحی صاحب 〃 -/۱۰
مولوی محمد یوسف صاحب 〃 -/۱۰
اہلیہ صاحبہ مولوی امیر الدین صاحب 〃 -/۵
بی بی محمودہ صاحبہ اہلیہ سید محمود عالم صاحب 〃 -/۵
بی بی مومنہ خاتون صاحبہ بھاگلپور -/۵
اہلیہ صاحبہ مولوی احسان الحق صاحب پوریٹی -/۵
بی بی رقیہ صاحبہ
سید وزارت حسین صاحب مونگھیر -/۱۰۰
سید عبد الغفار صاحب 〃 -/۳۰
سید محمد اصغر صاحب 〃 -/۱۰
مولوی عبد النعیم صاحب معراج گرہی -/۵
میاں واجد حسین صاحب 〃 -/۵
سید عبد الغفور صاحب 〃 -/۵
اہلیہ صاحبہ سید عبد الغفار صاحب 〃 -/۵

چک ۹۹ شمالی

مندرجہ ذیل زمیندار جماعتوں اور افراد کا وعدہ سو فی صدی پورا ہو چکا ہے۔

منشی ثناء اللہ صاحب چک ۹۹ شمالی -/۵
چوہدری غلام رسول صاحب 〃 -/۵
مولوی غلام محمد صاحب 〃 -/۵
چوہدری علی محمد صاحب 〃 -/۵
میاں سلطان محمد صاحب 〃 -/۵
ماسٹر محمد یعقوب صاحب عثمان آباد -/۳۰
سید عبد الباری صاحب 〃 -/۵

شاہ مسکین

میاں محمد ابراہیم صاحب شاہ مسکین شیخوپورہ -/۱۰
سید ولایت شاہ صاحب 〃 〃 -/۵
منشی محمد شفیع صاحب پٹواری 〃 -/۵
میاں محمد اکبر صاحب -/۵

جوکے سدوکے

میاں اکبر علی صاحب جوکے سدوکے گجرات -/۵
میاں احمد الدین صاحب 〃 〃 -/۵
چوہدری غلام محمد صاحب 〃 〃 -/۵
میاں اللہ دتا صاحب 〃 〃 -/۵
میاں حسن محمد صاحب 〃 〃 -/۵
میاں حاکم صاحب 〃 〃 -/۵
میاں مہرداد صاحب 〃 〃 -/۵

ضلع سیالکوٹ

شیخ نواب الدین صاحب چانگریاں سیالکوٹ -/۵
میاں اللہ رکھا صاحب -/۵
میاں ثناء اللہ صاحب -/۵
چوہدری عبد اللہ خان صاحب گھگھانوالی -/۵
〃 برکت علی خان صاحب 〃 -/۵
〃 غلام رسول صاحب 〃 -/۵
دولت بی بی صاحبہ 〃 -/۵
زینب بی بی صاحبہ مانگا -/۵
منشی نظام الدین صاحب 〃 -/۵

مختلف اصحاب

ڈاکٹر عبد العزیز صاحب کراچی -/۱۲۰
شیخ عبد الحی صاحب کراچی -/۳۰
میاں محمد یوسف صاحب 〃 -/۱۰
بھائی اللہ داد صاحب 〃 -/۲۰
ڈاکٹر سید محمد یوسف شاہ صاحب کوئٹہ حال وزیر آباد -/۳۰
چوہدری عزیز اللہ صاحب وکیل وزیر آباد -/۳۶
مستری مہر اللہ صاحب 〃 -/۵
چوہدری بشارت علی خان صاحب پوسٹ ماسٹر جالندھر شہر -/۶۰
چوہدری محمد منصف خانصاحب سٹیشن ماسٹر سانیلہ -/۳۰
شیخ محمد افضل خان صاحب بٹالہ -/۳۰
سید محمد ہاشم صاحب بخاری ڈوڈیل -/۳۰
ماسٹر گل محمد صاحب نکانی۔ بنڈی -/۳۰
قاضی نور احمد صاحب بکھوپٹی -/۲۵
مرزا معظم بیگ صاحب گلگت -/۳۰
مولوی عبد اللہ صاحب وکیل قصوری -/۳۰
منشی عبد الرحیم صاحب نظام آباد -/۳۰
میر عبد الرحمن صاحب ممبر کرناہ کشمیر -/۳۰
مولوی عبد العزیز صاحب فاضل بھوڑو -/۱۰
اہلیہ صاحبہ ر خان صاحب ہابو برکت علی صاحب شملوی پنشنر -/۵۰
ماسٹر علی محمد صاحب بی اے بی۔ ٹی۔ قادیان -/۳۰
حافظ فیض اللہ صاحب جلد ساز قادیان -/۵
اہلیہ صاحبہ اول جمعدار ڈاکٹر محمد رمضان صاحب ڈینا -/۵
〃 دوم 〃 〃 〃 -/۵
خانصاحب غلام محی الدین صاحب کاٹھگڑھ -/۳۰

شملہ

بابو عبد الحمید صاحب نے جماعت شملہ کے وعدوں کی فہرستیں بھجوانے۔ اور پھر چندہ فراہم کر کے ارسال کرنے میں خاص کام کیا ہے۔ ان کا معہ دیگر معطی صاحبان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فہرست درج ذیل ہے۔

حافظ عبد السلام صاحب امیر جماعت شملہ -/۱۴۰
بابو عبد الحمید صاحب 〃 -/۱۵۰
چوہدری شیخ احمد صاحب 〃 -/۱۴۰
منشی کریم بخش صاحب 〃 -/۱۰۰
بابو نصیر الحق صاحب 〃 -/۱۰۰
چوہدری عبد الغفور صاحب 〃 -/۳۰
بابو محمد شریف صاحب چغتائی 〃 -/۳۰
بابو سردار احمد صاحب 〃 -/۳۵
شیخ خادم حسین صاحب 〃 -/۳۰
بابو فضل محمد خانصاحب 〃 -/۲۵
شیخ محمد حفیظ صاحب 〃 -/۲۰
اہلیہ صاحبہ بابو عبد الحمید صاحب 〃 -/۱۰
〃 حافظ عبد السلام صاحب 〃 -/۱۰
〃 منشی کریم بخش صاحب 〃 -/۱۰
〃 بابو نصیر الحق صاحب 〃 -/۱۰
〃 بابو محمد حسین صاحب 〃 -/۱۰

لجنہ اماء اللہ سیالکوٹ

لجنہ اماء اللہ سیالکوٹ کی فہرست سیدہ فضیلت صاحبہ پریذیڈنٹ نے تیار کی۔ اس کی وصولی اکانوے فی صدی ہو چکی ہے۔

صدیقہ بیگم صاحبہ سیالکوٹ -/۱۰۰
سیدہ فضیلت صاحبہ 〃 -/۵۰
سکینہ بیگم صاحبہ 〃 -/۵۰
مجیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری شاہ نواز صاحب سیالکوٹ -/۵۰
استانی محمودہ صاحبہ سیالکوٹ -/۳۰
استانی نذیر صاحبہ 〃 -/۱۵
اہلیہ صاحبہ بابو گلاب خان صاحب 〃 -/۱۰
اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب 〃 -/۱۰
زینب بی بی صاحبہ 〃 -/۱۰
والدہ محمودہ صاحبہ 〃 -/۱۰
بیگم بی بی صاحبہ 〃 -/۱۰
انور بیگم صاحبہ اہلیہ میاں محمد حیات صاحب 〃 -/۱۰
سیدہ رفعت صاحبہ 〃 -/۵
سیدہ عصمت صاحبہ 〃 -/۵
اہلیہ صاحبہ مہر بشیر احمد صاحب 〃 -/۵
اہلیہ صاحبہ چوہدری فضل احمد صاحب 〃 -/۵
حمیدہ صاحبہ 〃 -/۵
حاکم بی بی صاحبہ اول 〃 -/۵
موہم صاحبہ 〃 -/۵

باغبانپورہ میں احرار کے جلسہ میں شور و شر

باغبانپورہ ۱۶ اکتوبر۔ گذشتہ رات باغبانپورہ (لاہور) میں احرار کا جلسہ بڑی دھوم دھام سے شروع ہوا۔ بعد تلاوت ایک نظم پڑھی گئی۔ جس میں حسب معمول جماعت احمدیہ کے خلاف بدزبانی کی گئی۔ لیکن جب حد ہوگئی۔ تو پبلک اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور شور برپا کر دیا۔ کہ اگر مسجد شہید گنج کے متعلق کچھ کہنا ہو۔ تو سننے کو تیار ہیں۔ لیکن احمدیوں کے خلاف گالیاں سننے کو تیار نہیں۔ اس پر احرار کی طرف سے پبلک کو بٹھلانے اور خاموش رکھنے کی کوشش کی گئی۔ مگر اور زیادہ شور برپا ہوگیا۔ پبلک کی طرف سے "کہاں ہے" "بوکا" (حبیب الرحمن لدھیانوی) کہاں ہے عطاء اللہ کے آوازے بلند ہوئے۔ پھر "بوکا مردہ باد" "عطاء اللہ مردہ باد" اور "مجلس احرار مردہ باد" کے نعروں سے جلسہ گاہ گونج اٹھی۔ اور ساتھ ہی کہا گیا۔ اب تمہاری جیب خالی ہوگئی ہے۔ پھر تم مسلمانوں کو لوٹنے کی خاطر جلسے کر رہے ہو۔ آخر دونوں طرف سے خوب گڑبڑ مچ گئی۔ اور بعض کو لاٹھیاں بھی لگیں۔ آخر کار احرار کے لیڈروں نے خدا۔ رسول اور اسلام کا واسطہ ڈال کر پبلک کو خاموشی سے بٹھایا۔ ایک احراری نے کہا جو اپنے باپ کا ہے۔ وہ بیٹھ جائے۔ مگر خود کھڑا رہا۔ اکثر حصہ پبلک کا چلا گیا۔ جو لوگ باقی رہے۔ ان کے سامنے ایک احراری ملا نے احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیز تقریر ۱۵ منٹ کی پھر پونے ۱۱ بجے جلسہ برخاست ہوا۔

خاکسار۔ نصیر الدین

سرگودہا میں ضلع شاہپور کی جماعتوں کا تبلیغی جلسہ

۱۱-۱۲-۱۳ اکتوبر ۱۹۳۵ء بمقام شہر سرگودہا میدان بابو محلہ میں نہایت دھوم دھام سے تبلیغی جلسہ منعقد ہوتا رہا۔ جس میں پہلے دو دن دو دو اجلاس اور آخری دن تین اجلاس ہوئے۔ اس موقعہ پر مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل مولوی محمد یار صاحب مولوی فاضل مبلغ انگلستان اور مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل نے مختلف مضامین پر تقریریں کیں۔ بیرونجات کے احمدی احباب قریباً ڈیڑھ سو کی تعداد میں جمع ہوئے۔ آخری رات کے اجلاس میں مسلمان اور دیگر مذاہب کے لوگ کثرت سے شامل ہوئے۔ اس دن کا اجلاس ختم ہونے پر ایک واقف حال اور معقول غیر احمدی عہدہ دار نے برملا کہا۔ کہ اس قدر کامیاب اور بارونق جلسہ احرار کا بھی نہیں ہوا۔

نامہ نگار

THE AHMADYYA SUPPLY CO, LTD. QADIAN.

ضروری اطلاع

کمپنی نے مطالبہ اول یعنی تیسری قسط کے لئے حصہ داران کی خدمت میں خطوط ارسال کئے ہیں۔ اسوقت گندم کی گرانی اور جلسہ سالانہ کے اخراجات کی سپلائی کو مدنظر رکھتے ہوئے رقم کی ضرورت ہے۔ اور اسی وجہ سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے۔ اگرچہ میعاد ادائیگی کے لئے کافی وقت ہے یعنی ۲۹ ر اکتوبر تک۔ تاہم جس قدر جلد روپیہ بھیجدیا جائے۔ اتنا ہی فائدہ مند ہے۔ کیونکہ گندم ہر لحظہ تیز ہو رہی ہے۔ اس لئے جتنی جلدی سودے کر لئے جائیں۔ انشاء اللہ مفید ہوگا۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ حصہ دار دوست تجارتی نقطۂ نگاہ سے وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے جلد از جلد یہ رقم ادا کر دینگے۔

۲۔ بعض احباب کے ذمہ تاحال قسط دوم ہی واجب الادا ہے۔ اور چونکہ قسط سوم کا مطالبہ ہو چکا ہے۔ اس لئے اب کمپنی قانونی لحاظ سے مجبور ہے۔ کہ ان حصص کو جن کی قسط دوم تاحال موصول نہیں ہوئی۔ ضبط کر لے۔ لہٰذا ان دوستوں کو جن کے ذمہ ایسی رقم ہے اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ جلد اپنا بقایا صاف کر دیں۔ تا انہیں نقصان نہ ہو۔

خاکسار

محمد اسمٰعیل مینیجنگ ڈائرکٹر دی احمدیہ سپلائی کمپنی لمیٹڈ قادیان

الطبیب لاہور

طب کا یہ بے نظیر مصور رسالہ قدیم و جدید معلومات کا بیش بہا گنجینہ۔ سدّی نسخہ جات و اسراری تجربات کا گرانقدر خزینہ ہے۔ جس میں حفظ صحت۔ تاریخ طب و اطباء۔ تذکرہ عقاقیر الامراض والعلاج اور مجربات وغیرہ وغیرہ عنوانوں کے تحت میں ارض ہند کے مشاہیر اطباء کے نہایت قابل قدر مضامین و مجربات شائع ہوتے ہیں۔ طبقہ مرضیٰ کی سہولت کیلئے سوال و جواب کا سلسلہ بھی ہے۔ طبیب و غیر طبیب کیلئے یکساں مفید۔ زیر ادارت جناب حکیم محمد شریف صاحب ابن مدیر الحکیم بڑا نہایت آب و تاب سے شائع ہوتا ہے۔ نمونہ کا پرچہ مفت۔ چندہ سالانہ صرف ۳ر

ملنے کا پتہ: مینیجر رسالہ الطبیب بی کے علی خان ڈویژن موری دروازہ لاہور

اب نئے گرم کوٹ سلانے کی ضرورت نہیں رہی

بیوپاریوں کے لئے زریں موقعہ

سیکنڈ ہینڈ کوٹوں کے تھوک مال کے خریداروں کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ ہمارا خاص الخاص درجہ مال آپکے لئے زیادہ سے زیادہ فائدہ مند ثابت ہوگا۔ یہ مال حال ہی میں ولایت سے آیا ہے۔ اس کا کپڑا اسلائی اور بناوٹ اعلیٰ ہے۔ کہ پہنا ہوا سیکنڈ ہینڈ معلوم ہی نہیں ہوتا۔ اس لئے ہاتھوں ہاتھ بکتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرا بھی ہر قسم کا اچھا۔ تازہ۔ اور عمدہ مال موجود ہے۔ نرخنامہ فوراً طلب کریں:

مینیجر دی امپیریل یونائٹڈ کمپنی۔ نکل روڈ۔ کراچی

پرائیویٹ قطعات اراضی کے خریداران کو اطلاع

جن اصحاب نے ہماری معرفت بابو غلام الدین خان صاحب احمدی و بابو فضل خالق خانصاحب احمدی پسر بابو غلام محی الدین خانصاحب موصوف سے قادیان دارالامان کے محلہ دارالعلوم غربی میں قطعات اراضی بغرض رہائش ہماری معرفت خریدے ہیں۔ ان کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ مالکان موصوف سے جب چاہیں بلا تامل اپنے خرید کردہ قطعہ یا قطعات کے متعلق اپنے خرچ پر رجسٹری یا داخل خارج کروا سکتے ہیں۔ جیسا کہ شرائط فروخت اراضی کے ذیل میں بھی زیر شرط ۵ اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ

"اگر کوئی خریدار اپنی خرید کردہ زمین کے متعلق رجسٹری یا داخل خارج کروانا چاہے۔ تو اس کا انتظام اور جملہ اخراجات بذمہ خریدار ہونگے۔"

خاکساران:۔ محمد احمد و عبد الکریم پسران مولوی محمد اسمٰعیل صاحب۔ قادیان

الفضل کے نئے خریداروں کو

ایک عمدہ کتاب مفت

گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر میں نے ایک مفید اور اعلیٰ کتاب "ہدایت النسواں" تصنیف کی تھی۔ اس کتاب میں لڑکی کی پیدائش سے بڑھاپے تک ہر ایک پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔ تربیت اولاد کے متعلق مفید اور کارآمد نصائح دلچسپ پیرائے میں لکھی گئی ہیں اسکے متعلق ایڈیٹر صاحب "الفضل" "مصباح" ریویو آف ریلیجنز اور دیگر ہندوستان کے اخبارات و رسائل نے شاندار ریویو کئے ہیں۔ اور پسند فرمایا ہے۔ سلسلہ کے احباب نے اسے مستورات کیلئے نایاب تحفہ قرار دیا ہے۔ کتاب ہذا کے مضامین کے چند عنوانات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ تمہید زندگی۔ ۲۔ قومیت کا راز (۳) طبقۂ نسواں کی ابتو العرسی ۴۔ طبقۂ النسواں کی تربیت کا اثر (۵) بچے کا ماحول (۶) تربیت والدین کا اثر (۷) ایک سچا واقعہ (درد انگیز) (۸) غلط تربیت اور اس کا علاج (۹) بچے ضد۔ لالچ اور حرص کے کیونکر خوگر ہوتے ہیں (۱۰) بچوں میں اخلاق و آداب پیدا کرنیکا طریقہ (۱۱) بچے جھوٹ کیوں بولتے ہیں۔ (۱۲) ماں کی زبردست غلطی (۱۳) اصلاح جدید (۱۴) بچوں کی شرارت کا انسداد (۱۵) لڑکی میں کیسے جوہر ہونے چاہئیں۔ (۱۶) تعلیم نسواں کی مفید لائن (۱۸) اسلامی تعلیم (۱۹) شادی کے متعلق والدین کی پہلی غلطی۔ (۲۰) جذبۂ محبت کا غلط استعمال (۲۱) شادی کونسی عمر میں کرنی چاہئے۔ (۲۲) بیوی بشکل بادشاہ (۲۳) سسرال میں بیوی کا پہلا کام (۲۴) بیوی کیلئے نصائح (۲۵) زبان کا زخم (۲۶) انسانیت کی تفسیر (۲۷) خاوند اور بیوی کے تعلقات اور شکر رنجیوں کی وجوہات اور انکا انسداد (۲۸) عورتوں کی ایک غلط فہمی کا ازالہ (۲۹) شیطانی عورتوں سے بچنا وغیرہ وغیرہ: میں اعلان کرتا ہوں کہ جو احباب ... اس اعلان کے بعد ایک ماہ تک الفضل کے نئے خریدار بنیں گے۔ اور چندہ بذریعہ منی آرڈر مینیجر صاحب الفضل قادیان کو ارسال کر دینگے۔ انہیں کتاب "ہدایت النسواں" مفت روانہ کرونگا۔ دوست اور بزرگ اس سے بہت جلد فائدہ اٹھائیں۔ اور جلد از جلد درخواست خریداری مینیجر صاحب الفضل کی خدمت میں ارسال کر دیں۔ کیونکہ اس موقعہ پر صرف یکصد کاپی مخصوص کی گئی ہے۔ الفضل کے قدیم خریدار صرف ۵ر کے ٹکٹ مجھے ارسال کر کے کتاب حاصل کر سکتے ہیں۔ خاکسار شیخ محمد بشیر آزاد۔ جرنلسٹ آزاد بلڈنگ انبالہ شہر

انڈین ڈائرکٹری

۱۹۳۵ء کی نئی اردو ایڈیشن

ہر شخص کیلئے نہایت ضروری کار آمد مفید اور دلچسپ کتاب

بہترین تجارتی تحفہ لاکھوں روپیہ پیدا کرنیکی سکیم

بڑے سائز کے ۴۰۰ صفحے مجلد قیمت ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک

جس میں ہزارہا ہندوستانی تاجروں۔ کارخانہ داروں اور سوداگروں کے مکمل ایڈریس معہ کاروباری تفصیل۔ بہترین معلومات تاریخی و جغرافیکل مضامین۔ مشہور شہروں کی مکمل گائیڈ۔ ممالک غیر کے پتہ جات۔ ایجنسیاں حاصل کرنیکے طریقے۔ درج کئے گئے ہیں تجارت بذریعہ ڈاک و اشتہار بازی کے لئے یہ کتاب کاروباری لوگوں کیلئے ازحد مفید ہے۔

منگوانیکا پتہ: ڈائرکٹری پبلشنگ بیورو قیصری باغ امرتسر

سکھوں کے مقابلہ میں

اسلامی بھائیوں کی دوکان (رجسٹرڈ)

سکھوں سے سودا نہ خریدنے کا سبب

صاحبان! ہم نے سکھوں کے مقابلہ میں اسلامی بھائیوں کی دوکان واقع کشمیری بازار لاہور میں کھول رکھی ہے جس میں ہر قسم کے اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کے عطریات۔ روغنیات دستیاب ہو سکتے ہیں۔

چنن آملہ ہیئر آئل۔ یہ تیل یونانی ادویات اور طب جدید کے اصولوں سے تیار کیا گیا ہے۔ بالوں کو سیاہ جلد کو نرم خشکی کو دور کرنیکے علاوہ گرتے بالوں کو بچاتا ہے قیمت فی سیر چار روپیہ ڈھائی تولہ ۱۲ پاؤ تولہ ۱۲ نمونہ کی شیشی ۴ ر

گلزار سینٹ فلاور سولہ خوشبوؤں کا مجموعہ جو منٹ منٹ کے بعد اپنی خوشبو بدلتا ہے۔ کئی روز تک خوشبو قائم رہتی ہے قیمت فی تولہ ۱۲ شیشی کلاں ۱۲ شیشی خورد ۴ ر آرڈر آنے پر فوراً تعمیل کی جاتی ہے۔ طلب کرنے پر فہرست کارخانہ مفت ارسال کی جاتی ہے۔ اپنے شہر کے جنرل مرچنٹس سے طلب کریں۔ یا:-

کارخانہ اسلامی بھائیوں کی دوکان رجسٹرڈ کشمیری بازار لاہور سے منگوائیں۔

مجرّب کامیاب اکسیرات

اگر کسی کے طحال (تلی) بڑھ گئی ہو۔ تو وہ کیا کرے؟

اکسیر طحال کا استعمال

اگر کسی کو سلسل بول یا پیشاب میں شکر آنیکی شکایت ہو۔ تو

ذیابطوس استعمال کرے

اگر کوئی صاحب کمزوری کا شکار ہو گئے ہوں۔ (خواہ کسی سبب سے ہوں)

تو وہ

نیو لائف گولیاں استعمال کریں۔ جو سو فیصدی کامیاب ثابت ہوئی ہیں:

جملہ ادویات منگوانیکا پتہ

اکسیر گھر۔ امرتسر چوک بابا اٹل

ہمارے آہنی خراس (ریل چکی) پر اڑھائی سو روپیہ سرمایہ لگا کر

پچاس روپیہ ماہوار منافع حاصل کیجئے

تفصیلی حالات اور قیمتیں معلوم کر کے آپ یقیناً خوش ہونگے۔

علاوہ ازیں

شہرۂ آفاق آہنی رہٹ (آبپاشی کا بہترین اور کم خرچ طریقہ) فلور ملز بیلنہ جات انگریزی ہل۔ چاف کٹرز۔ بادام روغن۔ سیویاں۔ قیمے اور چاولوں کی مشینیں زراعتی آلات اور دیگر مشینری منگانے کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب کیجئے:

اصلی اور اعلےٰ مال منگانے کا قدیمی پتہ:-

ایم۔ اے رشید اینڈ سنز انجنیرز بٹالہ پنجاب

سرمہ نور (رجسٹرڈ)

قادیان کا قدیمی و مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ سرموں کا سرتاج نہایت ہی قابل قدر اور مقوی بصر ادویات کا مجموعہ ضعف بصر۔ دھند۔ غبار۔ جالا۔ پھولا۔ ککرے۔ خارش ناخونہ۔ پانی بہنا۔ اندھراتا۔ سرخی وغیرہ دور کر کے نظر کو بڑھاپے تک قائم رکھنے میں بے نظیر ہے۔ نمونہ ۴ر کے ٹکٹ بھیجکر طلب کریں

قیمت فی تولہ عہ ۶ ماشہ عہ

شفاخانہ رفیق حیات قادیان (پنجاب)

اٹلی اور ابی سینیا کی جنگ کی خبریں!

جنیوا ۱۶ اکتوبر۔ اٹلی کے خلاف تعزیری اقدامات بتدریج عمل میں لائے جا رہے ہیں کل سب کمیٹی نے ایسی اشیا کی ایک فہرست تیار کی۔ جو اٹلی کو جنگ کے جاری رکھنے میں ممد ہیں۔ اور ان پر پابندیاں عائد کرنے کے لئے غور و خوض کیا گیا۔ اور مزید پابندیاں اس فہرست کی بنا پر عائد کی جائینگی تمام آتشی مادہ اور بارود کے سامان کی اٹلی میں درآمد روک دینے کے بھی سفارش کی جائے گی۔

روما ۱۶ اکتوبر۔ منگل وار کی صبح کو اطالوی آکسم میں داخل ہو گئے۔ اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ کہ راس سیوم حبشی افواج کا کمانڈر شہر کو واپس لینے کے لئے افواج جمع کر رہا ہے۔ سیٹیٹ دریا کو عبور کرنے کے لئے حبشی افواج کی کوششیں ناکام رہی ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سائینور مسولینی کا بیٹیا بُرونو جب علاقہ ماکیل پر سے پرواز کر رہا تھا۔ حبشیوں کی گولیوں سے بال بال بچا۔ ابی سینیا کی شمالی سرحدات کی صورت حالات یہ ہے۔ کہ اڈووا آکسم اور ایڈی گراٹ فتح ہو چکے ہیں۔ اور ۷۰ میل کی سڑک جو ان تینوں شہروں کو ملاتی ہے۔ اٹلی کے قبضہ میں ہے۔ اطالوی ٹروپ ماکیل کی طرف جانے والی سڑک پر پیش قدمی کر رہے ہیں۔ اڈووا میں اطالوی سپاہیوں کے قتل کی رپورٹ غلط ہے۔ اہل حبشہ نے ابھی تک جم کر لڑائی نہیں کی۔ وہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہے ہیں۔

عدیس آبابا ۱۶ اکتوبر۔ ماکیل سے آمدہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ اطالوی فوجیں لیوزین کے درمیانی میدان میں پیش قدمی کرنے کے لئے ٹینکوں اور مسلح کاروں کا استعمال کر رہی ہیں۔ میدانی علاقہ میں اہل حبشہ اطالوی فوج کی پیش قدمی کو روکنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ لیکن ماکیل کے شمال مغربی اور شمال مشرقی پہاڑی علاقہ میں مزاحمت کی جائے گی۔ والاگو سے بیس ہزار مزید سپاہی عدیس آبابا پہنچ گئے ہیں۔

لنڈن ۱۶ اکتوبر۔ اطالوی مال کی برآمد پر پابندی کی تجویز پاس کر دی گئی ہے کوئی ملک اٹلی ساخت کے مال کو اپنے ملک میں نہیں آنے دے گا۔ اس مال میں وہ مال بھی شامل ہوگا۔ جو اطالوی نو آبادیوں میں تیار کیا جائے گا۔ موجودہ ٹھیکہ جات پابندی سے مستثنیٰ قرار نہیں دئے جائیں گے مسٹر ایڈن نے کہا۔ ۹۰ فی صدی اطالوی مال لیگ سے وابستہ ممالک میں جاتا ہے مسٹر ایڈن کی تجاویز کی جنہیں اقتصادی کمیٹی کے سپرد کیا گیا تھا۔ تمام ممالک نے حمایت کی۔

ڈائرڈوا ۱۶ اکتوبر۔ اطالیہ کی فوج کی تعداد جو اطالوی سمالی لینڈ سے ایریٹریا منتقل کی گئی ہے۔ دس ہزار ہے بیان کیا جاتا ہے کہ اوگاڈن میں اطالوی طیاروں نے تین سو بم گرائے۔ جس سے دو قصبات میں پانچ حبشی ہلاک اور بیس مجروح ہوئے۔ اطالوی طیاروں نے زبردستی زمین پر اترنا چاہا۔ جنہیں اہل حبشہ نے گرفتار کر لیا

ہندوستان اور ممالکِ غیر کی خبریں!

لنڈن ۱۶ اکتوبر۔ کانگرس ورکنگ کمیٹی نے عہدوں کے قبول کئے جانے کے سوال پر جو ریزولیوشن پاس کیا ہے اس پر اظہار پسندیدگی کیا جا رہا ہے۔ اس ریزولیوشن کی ذریعہ عہدے قبول کرنے کے فیصلہ کو فی الحال ملتوی کر دیا گیا ہے۔

برلن ۱۶ اکتوبر۔ مسز کملا نہرو اب رو بصحت ہیں۔

بمبئی ۱۶ اکتوبر۔ گورنمنٹ ہند شرقی افریقہ میں جنگ کے سلسلہ میں ہر ممکن احتیاط اختیار کر رہی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ہندوستان کی فوجوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ایک گھنٹہ کے نوٹس پر باہر جانے کے لئے تیار رہیں۔

پشاور ۱۶ اکتوبر۔ گورنر صوبہ سرحد نے مہمند جرگہ سے یوسف خیل کے مقام پر ملاقات کی۔ جرگہ اطمینان بخش طور پر ختم ہوا۔ اور مہمندوں نے حکومت کی تجاویز قبول کر لیں۔ تمام قبائل نے حکومت کی شرائط کی قبولیت کا تحریری اعتراف کیا جرگہ کے نمائندوں کا طرزِ عمل مصالحانہ تھا چنانچہ بالائی مہمند کی شورشوں کا باب اس طریق سے بند ہو گیا ہے۔

باغبانپورہ ۱۶ اکتوبر۔ اخبار "احسان" ۱۸ اکتوبر رقمطراز ہے۔ گذشتہ شب باغبانپورہ میں احرار کا جلسہ تھا۔ جس میں مولوی عطاء اللہ صاحب نے تقریر کرنی تھی جب جلسہ شروع ہوا۔ تو عوام نے مطالبہ کیا۔ کہ مجلس احرار پہلے اپنی پوزیشن صاف کرے اور اس بات کا اعلان کرے کہ وہ امیر ملت کی قیادت میں کام کرنے کے لئے تیار ہے۔ اس پر احرار اور مخالفین احرار میں جھگڑا ہو گیا۔ جس میں احراریوں نے لاٹھیوں اور ہاکیوں کا آزادانہ استعمال کیا اور تمام مخالفین کو بے دردانہ زدوکوب کیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ زخمیوں میں کالج اور سکول کے لڑکوں کی تعداد زیادہ ہے۔ احرار کے اس انسانیت سوز فعل کو نفرت و حقارت کی نظروں سے دیکھا جا رہا ہے کہ انہوں نے طلبا کو زخمی کیا۔"

لاہور ۱۶ اکتوبر۔ آل انڈیا مسلم لیگ کانفرنس پارلیمنٹری مجلس کا اجلاس بدایوں صدر نواب صاحب اوف چھتاری کے صاحبزادہ کی علالت کی وجہ سے ملتوی کر دیا گیا ہے۔

مدراس ۱۶ اکتوبر۔ بابو راجندر پرشاد صدر کانگریس نے ہریجنوں کے فیصلہ پر اظہار خیالات کرتے ہوئے کہا۔ اس وقت جبکہ ہریجنوں کی حیثیت اونچا کرنے کی تمام کوششیں بروئے کار آ رہی تھیں۔ انتہائی بدقسمتی ہے۔ کہ اچھوتوں کے اس فیصلہ نے اصلاح کی راہ میں مشکلات حائل کر دی ہیں۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ اس قسم کا ریزولیوشن منظور کیا گیا ہے۔

کراچی ۱۶ اکتوبر۔ رائل سسکس رجمنٹ کی دوسری پلٹن مصر روانہ ہو گئی ہے ملٹری نرسیں بھی فوج کے ساتھ گئی ہیں۔

لاہور ۱۶ اکتوبر۔ ہیضہ کی وبا پھیل رہی ہے۔ اس وقت تک نئے ہیضے کے کیسوں میں ۳۷ کی اموات ہو چکی ہیں۔

نئی دہلی ۱۶ اکتوبر۔ ہندو مہاسبھا انتظام کر رہی ہے۔ کہ جب نواب بھوپال مولانا حالی کی صد سالہ "تقاریب کی صدارت کے لئے پانی پت آئیں۔ تو دہلی سٹیشن پر سیاہ جھنڈیوں سے مخالفانہ مظاہرے کئے جائیں۔

لنڈن ۱۶ اکتوبر۔ آج ساؤتھ ویلز کی کان میں فیڈریشن اور نان فیڈریشن کارکنوں میں دو بدو جنگ ہوئی۔ جس کے نتیجہ میں ۴۰ اشخاص مجروح ہوئے۔

لنڈن ۱۶ اکتوبر۔ آج اجلاس کابینہ کے اجلاس میں عام انتخابات کے لئے کسی تاریخ کی تعیین نہیں ہوئی۔ لیکن امید کی جاتی ہے کہ ۲۵ اکتوبر کو پارلیمنٹ ملتوی کر دی جائیگی۔ اور ۱۴ نومبر کو عام انتخابات کا پولنگ عمل میں آئیگا۔

لنڈن ۱۶ اکتوبر۔ وزیر داخلہ سر سیموئل ہور نے عورتوں کی پانچویں سالانہ کانفرنس منعقدہ نیو یارک کو حالات حاضرہ کے متعلق اپنی تقریر براڈکاسٹ کی۔ جس میں انہوں نے کہا۔ مجھے امید ہے۔ کہ ۱۱ ستمبر کی لیگ اسمبلی میں میری تقریر نے یقیناً ثابت کر دیا ہے۔ کہ برطانوی لوگ پورے زور سے مواثیق لیگ کی تائید میں ہیں اور اس بات کا مصمم ارادہ کر چکے ہیں کہ تمام جارحانہ اقدامات کا مقابلہ کریں۔ اور تصفیہ

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا یا اور دفتر الفضل قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی